رای موہن لعل صاحب

دیوان اردو

موسومہ

بقای باقی

من تصنیف منیف امیر ابن امیر - دبیر عطارد نظیر - شاعر ہفت زبان - ناظم ہمہ دان
ہم ردیف ناسخ و وزیر - ہمخیال آتش و میر جناب فضیلت مآب مہاراجہ گردھاری پرشاد صاحب
بنسی راجہ بہادر متخلص بہ باقی کایستھ سکسینہ امیر العظم حیدرآباد دکن دام اقبالہ و حشمتہ

بشہر ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۷ھ

مطابق

ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء

مطبع نظم اخبار موسومہ لکھنؤ پریس واقع محلہ نوبستہ شہر لکھنؤ مین

(جو بیادگار جناب مہاراجہ بہادر ممدوح قائم ہے)

منشی دوارکا پرشاد افق مالک مطبع کی اہتمام سے طبع ہوا

دیوان اُردو

موسومہ

بقای باقی

من تصنیف منیف امیر ابن امیر دبیر عطارد نظیر شاعر ہفت زبان ناظم ہمہ دان
ہم ردیف ناسخ و وزیر ہم خیال آتش و میر جناب فضیلت مآب مہاراجہ گردہاری پرشاد صاحب
نبسی راجہ بہادر متخلص بہ باقی کایستھ سکسینہ امیر الدولہ اعظم حیدرآباد دکن دام اقبالہ و حشمتہ

بشہر ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ

مطابق

ماہ جولائی ۱۸۹۰ء

مطبع نظم اخبار موسومہ بلکھنؤ پریس واقع محلہ نوبستہ لکھنؤ میں

(جو یادگار جناب مہاراجہ گردہاری پرشاد صاحب نبسی راجہ بہادر متخلص باقی [illegible] حیدرآباد دکن قائم ہے)

منشی دوارکا پرشاد افق مالک مطبع کی اہتمام سی طبع ہوا

ہو المنجح

دیباچہ دیوان بقای باقی چکیدۂ کلک گوہر سلک جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب افق کالستیہ سکسینہ مالک نظم اخبار لکھنو

ورد لب کر اسم خلاق زمین و آسمان ‌‌ ‌‌ پھیر سلک نظم کی تسبیح ای کلک روان

ہین میان حیدرآباد اک مری قومی بزرگ ‌‌ ‌‌ ماہتاب ہالہ قوم۔ آفتاب خاندان

خوش سیر خوش وضع خوش تقریر خوش خو خوش نصیب ‌‌ ‌‌ خوش کلام و خوش مقال و خوش خصال و خوش بیان

نکتہ پرور نکتہ آرا نکتہ پیرا۔ نکتہ رس ‌‌ ‌‌ نکتہ بین و نکتہ فہم و نکتہ سنج و نکتہ دان

آبروے علم و فن عزت دہ شعر و سخن ‌‌ ‌‌ زینت ملک دکن۔ زیبایش ہندوستان

شاعر آتش زبان مانند برق لکھنوی ‌‌ ‌‌ منشی معجز رقم مثل دبیر آسمان

محسن انشا گری۔ جوہر شناس شاعری ‌‌ ‌‌ اہل فن کے سرپرست اہل سخن کے قدردان

اہل جرات اہل ہمت اہل ثروت اہل ہوش ‌‌ ‌‌ اہل دولت۔ اہل حشمت اہل شوکت اہل شان

رکن اعظم مملکت کے سلطنت کے کارکن ‌‌ ‌‌ میر محبوب علی شاہ دکن کے مدح خوان

ناظم نظم نظامی۔ خسرو ملک نظام ‌‌ ‌‌ سعدی ملک دکن۔ فردوسی ہندوستان

سنسکرت و فارسی و عربی و بھاشا مین ق ‌‌ ‌‌ صورت رندو وزیر اردو مین یکتای جہان

پوتر راجہ سوامی پرشاد ابن راجا رام کے ‌‌ ‌‌ نرہری پرشاد صاحب کے چراغ خاندان

شاعروں کی منزلت توقیر اہلِ علم کی
کایتھوں کی آبرو اصحابِ سکینہ کی شان

شان و شوکت مین سکندر دولت و ثروت مین جم
جوشِ فیاضی مین حاتم عدل مین نوشیروان

ہین تصانیفِ کثیرہ دونو نثر و نظم مین
نادر و نایاب و دلکش خوب و مرغوبِ جہان

منشی راجہ ہے لقب باقی خطابِ شاعری
نام ہی گردھاری پرشاد اہلِ جاہ و عز و شان

ہی جو شاہ ملک کی جمعیت باقاعدہ
اوسکے ہین سر رشتہ دار صدر مشہورِ جہان

ہی جو اک جمعیتِ شاہ نظام الملک اور
اوسکے ہین سر رشتہ دار فاتح و نصرت نشان

انتظامِ جشن تقریبات شادی ہے سپرد
اہتمام مطبخ شاہی ہین کرتے شادمان

ہین جو قلعہ و ظفرگڈھ اور ابراہیم گڈھ
انتظام پیشکاری شہی کرتے ہین دان

اور بھی خدماتِ شاہی کی یہی ہین منتظم
ہین یہی ہر وقت منظورِ نگاہ حکمران

قرۃ العین آپکے دو تھے عصائے مردمک
کیشو پرشاد اور گرو پرشاد فخرِ خاندان

اُنسے دیکھی سیرِ باغِ زندگی پچیس (۲۵) سال
پانچ سال اوسنے کیا اہلِ جہانکو شادمان

ایک ہزار و سہ صد و پنج (۱۳۰۵) آہ جب ہجری تھے سن
دے گئے داغِ جدائی سال بھرکے درمیان

فضلِ حق سے بعد اونکے دو ہوئے فرزند اور
ایک ہی جنمین قمر اور ایک مہرِ آسمان

نام ہی بھگوان پرشاد ایک کا ہر دلعزیز
دوسرے کا نام ہی نرسنگھ راج آرام جان

یا الٰہی دونون یہ ہون غیرتِ بلرام و کرشن
مثلِ الیاس و خضر پائین حیاتِ جاودان

اک بھتیجے آپ کے راجہ ہری پرشاد ہین
مثل سنجر اہل عزت بصورت قسمت جوان

قرۃ العین و بقاے نام راجہ خوبچند
ذی حشم ذی جاہ ذی مقدور اہل عزوشان

ہین نمکخوار نظام الملک سلطان دکن
افتخار نسل راجا رام فخر خاندان

ہے دعا حق سے کہ دے انکو کرم سے عمر نوح
پائین منہ مانگی مرادون کیطرح آرام جان

اک بھتیجے آپکے پریشری پرشاد تھے
جنکے اوج نجم قسمت سے خجل تھا آسمان

تھا جو بیماری سے دلپر صدمۂ درد جگر
تھے نحیف و لاغر و زار و نحیف و ناتوان

ناگہان ونمیسوین ماہ رجب کو وقت شب
کر گیا پرواز گلزار بدن سے مرغ جان

سال ماضی مین نومبر کے مہینے کا ہے ذکر
راجہ صاحب نے بنایا مجھکو اپنا میہمان

سنہ ۱۹۰۱ع
عزت افزائی سے قطرہ کو کیا بحر خضر
مہربانی سے کیا ذرہ کو مہر آسمان

دعوتین دہ کین جو رشک دعوت شیراز تھین
بزم عشرت مین کھلاتے جلسہ شاہ جہان

قدر افزائی ہر اکدم کی بڑھائی منزلت
مرحمت فرمایا نقد عزت و توقیر و شان

آٹھ دن کیشو رکی مین جشن شاہانہ کیے
راجہ صاحب کے کئی مشہور مندر ہین جہان

یہ مقام پاک جودھیا سے ہے تیرہ مین فرلانگ
یہ جگہ ہے مثل متھرا سجدہ گاہ دو جہان

یان بہت مندر بنے ہین یعنی بخشش خانہ عام
اہل عالم کو ہے پارس جنکا سنگ آستان

اسجگہ بستی تو کیا شہر کلان آباد ہے
اسکے باغونکی بہار نیخزان ہے باغبان

کر گئے لاکھون صرف بنیاد اسکی ڈالی آپ نے | اپنی قسمت مین لکھائے کُل ثواب دو جہان
واپس آئے بعدہٗ وان سے مکان خاص مین | کر و فر تھے جسکے دربان عجب حشمت پاسبان
کیا محل کی ہو صفت کیا وصف ہو ایوان کا | ہے قلم مجبور۔ لب معذور۔ قاصر ہی زبان
ہو فلک سے باتین کرنیوالی ہر بارہ دری | جسکی زینت دیکھکر چھپیے بروجِ آسمان
وہ مکانون کی صفا جسپر پھسلجائے نظر | جبہ سا جسپر شعاعِ مہر ہو وہ آستان
آئینہ خانہ عجب تصویر خانہ کچھ عجیب | الغرض تھا اک عجائب خانہ خوبی مکان
وان مہینے بھر رہی کیفیت عیش و طرب | جشنِ جمشیدی کا دیکھا دیدۂ دل نے سمان
شاہِ جمجاہِ دکن ہین میر محبوب علی | شہر یارِ عدل گستر خسرو کشورستان
لیگئے ساتھ اپنے مجھکو خلوتِ ممدوح مین | نذر دلوا کر بڑھائی عزت و توقیر و شان
ہین جو سلطانِ دکن جوہر شناس اہل علم | جتنے ہین اہل ہنر کہتے ہین انکو قدردان
مجھسے فرمایش غزل انکے کہنے کی کی مین نے پڑھی | داد دی۔ جوہر شناسی کے کئے جوہر عیان
جیغہ و سر پیچ بخشا سرفرازی کے لئے | دستِ بخشش سے پہنایا خلعتِ توقیر و شان
ہین جو نواب بشیر الدولہ دستورِ دکن | طغرل ثانی فلاطونِ عہد ارسطوی زمان
اون سے بھی جاکر ملایا۔ کی مری عزت دوچند | خاک کو دے کر عروج اپنا بنایا آسمان
اپنے ایوان کا کتب خانہ دکھایا اک روز | بیشمار اگلے بزرگون کی کتابین تھین جہان

شوق سے دیکھا کلام اوستادان سلف | خوب کی سیر تصانیف بزرگان جہان

وان ملا اک مسودہ مجھکو پریشان مثل زلف | جسمین غزلین درج تھین اردو کی مرغوب جہان

مین نے جب دیکھا تو پایا اوسکو باقی کا کلام | دل پھڑک اوٹھا خوشی سے مثل چشم مہوشان

سرمہ آسا اوسکو آنکھون نے لگایا پلک سے | پائی لب نے لذت شیرینی حسن بیان

راجہ صاحب سے کہا مین نے کہ اے دریاے علم | کوڑیون مین آج قسمت سے ملا لعل گران

آپکا دیوان اردو حق نے دکھلایا مجھے | اتفاق وقت سے ظاہر ہوا گنج نہان

ہر غزل مین ہی کلام میر و سودا کی تڑپ | شعر جو ہی اوسمین ہی غالب کی طباعی عیان

روزمرے مومن و ذوق و صبا و بحر کے | ناسخ و برق و وزیر و درد و آتش کی زبان

جو ہے مطلع وہ نظیر مطلع خرشید ہے | جو ہی مصرع وہ ہی مصراع ہلال آسمان

شعر جو ہے وہ ہی موزون سرو گلشن کیطرح | بیت جو ہی وہ ہی رشک بیت ابروے بتان

دیجیے ترتیب سے چھپوا کے شایع کیجیے | کیجیے محنت نہ یون غفلت مین اپنے رایگان

ہو گی شہرت آپکے اردو زبان کی چارسو | دہلوی و لکھنوی طباع ہونگے مدح خوان

جب ہوئے آویزہ گوش سماعت یہ سخن | راجہ صاحب درج لب سے یون ہوئے گوہر فشان

اللہ اللہ ذکر دیوان مین تعلی اسقدر | چاپلوسی اسقدر ایسا تملق الامان

آپکے اردو زبان سے مین ہون بالکل نابلد | توبہ توبہ اہل ہندستان کہان ہین مین کہان

آپ نے کیا خوب جو میرے ہنسوانے کے
اپنا دل خوش کر لیا تھا ان اشعار سے
آتش و ناسخ وغیرہ شاعران مستند
کرتے ہین گنج لحد مین بیٹھکر اقرار سہو
جب ان ایسے شاعرون کا ایسا نازک حال ہو
مین نے یون قفل دہن کھولا کہ گستاخی معاف
مین نے دیکھین چند غزلین دیدہ انصاف سے
یون تو خوف سہو سے کوئی بشر خالی نہین
ہے مگر دیوان بری سقم و خطا و سہو سے
سنکے یہ فرمایا جو کچھ آپ چاہین وہ کرین
مین نہ اپنی رائے دونگا چھاپنے کیواسطے
خرچ جو کچھ چھاپنے کا ہو وہ مجھسے لیجئے
مین نے کی ترتیب دیوان کی اوسیدم سے شروع
شکر حق ہے چھپگیا دیوان نایاب و نفیس
فکر تاریخ اشاعت تھی جو دلکو اے آفق

لے دی ایسی کہ جس سے مجھ پہ اوٹھین انگلیان
چھاپنا انکو ہے کرنا سب عیب اپنے عیان
غالب و رشک و وزیر و رند سے اہل زبان
معترض پھر بھی جفا سے پیستے ہین استخوان
پھر سے دیوان اردو کی بھلا عزت کہان
آپ نے جو کچھ کہا وہ ہی فضول و رائگان
اونمین پائی لکھنو کی اور دہلی کی زبان
خواہ اسمین آپ چاہین یا کہ اور اہل زبان
ہے یقین صحت کامل مجھے جاے گمان
قول میرا دلپہ کالنقش الحجر ہے بیگمان
آپ ہین مختار۔ چھاپین۔ سوچکر سود و زیان
خاطر آہی خم سر تسلیم پیش مہربان
راز جو پنہان تھا اب تک کردیا سب پر عیان
شکر خالق ہے کہ دنیا مین لٹا گنج نہان
ملہم غیبی یہ بول اوٹھا کہ مرغوب جہان
۱۳۰۸ھ

تاریخ افق

بہت خوب دیوان باقی چھپا ۔ مبرّا خطا سے ۔ سراپا صحیح ؎
افق نے جو کی فکر تاریخ کی ؎ کہا دل نے ۔ دیوان بلیغ و فصیح
۱۳ھ

دیوان عالیجناب باقی کا چھپا ۔ مشہور ہوئین جہان مین ہر سو غزلین
مطلع ہین طلسم ۔ اور مصرع نیرنگ ۔ افسون حسن بیان ہی ۔ جادو غزلین
تاریخ شیوع بے سر اندیشہ ۔ تحریر کرے افق کہ ۔ اُردو غزلین
۱۳۰۷

جب طبع ہوا دیوان باقی نامی ؎
ہین کیسے نہ اس کے یہ اب کی تزئین

کہا افق نے یہ سال طبع افق ؎
لکھو کہ باقی عالیجناب کی غزلین
۱۳

ہو الباقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اے مہر یہ سب ہے نور تیرا
ہر ذرّہ مین ہے ظہور تیرا

امین ہے ہر ایک دشت تجھسے
ہر سنگ سے ہے کوہِ طور تیرا

آزاد کو بند سے ہے تعلّق
پہنے نہ لباس عور تیرا
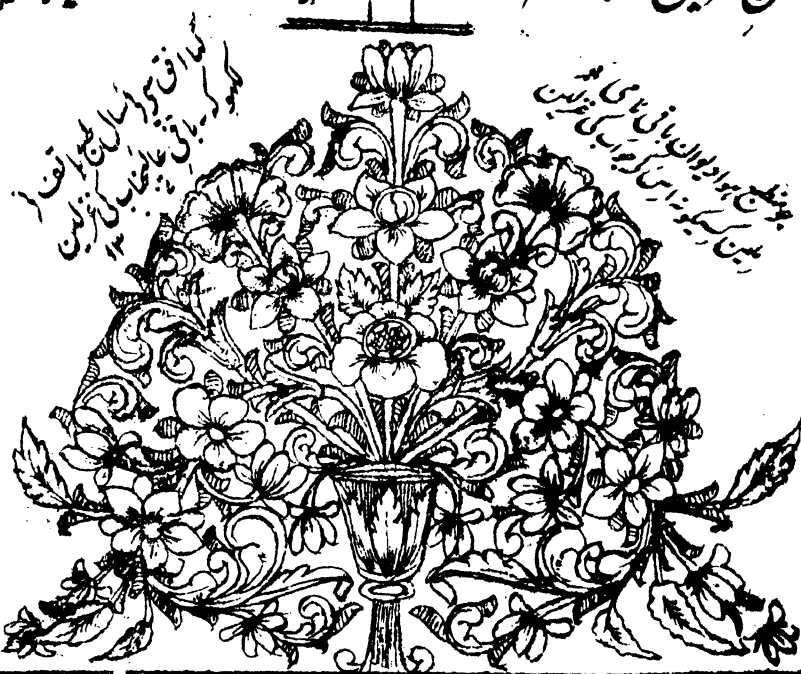
آرام ہزار ہو جہان مین
پر درد رہے ضرور تیرا

انسان خاطی ہے تو خطا پوش
کیا فضل سے ہے یا غفور تیرا

اونکی شہ رگ سے تو قرین ہے
دیتے ہین پتا جو دور تیرا

اپنے سے جدا خدا کو سمجھا
باقی دیکھا شعور تیرا

سے ہے دگرگون رنگ اس محفل مین خاص و عام کا
دور ساغر ہے نمونہ گردش ایام کا

کوئی اندہا ہو تو نسبت دے کہ تیری چشم کے
ہین پپوٹے پتلے موٹا پوست ہی بادام کا

گوشۂ عزلت مین رہتا ہون مین عنقا کی طرح
خلق مین شہرہ ہی گمنامی سی میرے نام کا

مرغ دل کو دیتی ہی دانے کا دہوکا مردمک
حلقۂ چشم صنم بنتا ہے حلقہ دام کا

اسمین سرخی و سیاہی ہے وہ ہی یکسر سفید
دیدۂ جانان کہان دیدہ کہان بادام کا

اس سے ہوتی ہی رسائی دل کی روے یار تک
زلف سے مین کام لیتا ہون کمند بام کا

چشم میگون کا تیرے ساقی جب آتا ہی خیال
خون رولاتا ہے مجہے محفل مین ہنسنا جام کا

کسکو دکہلاتے ہو کوٹہے سے یہ حسن عارضی
مہربان ہے کیا بہروسا آفتاب بام کا

مین وہ دیوانہ ہون کعبے مین جو آتا میرے ہاتھ
تار بہی باقی نہ رکہتا جامۂ احرام کا

کب چہپائے سے چہپے عشق تیری گیسو کا
مشک نافہ ہو تو ممکن نہین چہپنا بو کا

چشم بلبل سے بنا دو میرے مرقد کا غلاف
جسمین سب جانین کہ عاشق تہا کسی گلرو کا

زلف کے سودے مین کرتا ہون کسی چشم کی یاد
شب اماوس کی ہی پڑہتا ہون عمل جادو کا

کشتۂ چشم بتان ہون یہ وصیت ہی میری
پوست پہنائین مجہے جاے کفن آہو کا

شب تنہائی مین اوس شمع شبستان کے عوض
گرم رکہتا ہے مجہے داغ میرے پہلو کا

اوڑ کے آتی نہین اوس چشم سیہ پر ہر بار
کھیلتی زلف ہی سپندون سے شکار آہو کا

حسن یکتا کو نہین خوف کم و بیش اصلا
بدر کامل نہین ہوتا ہے ہلال ابرو کا

آ سیر ہی دیدہ گریان مین تماشے کے لیے
سبزۂ تر نہین سبزہ ہے کنار جو کا

کاسۂ چشم لیے پھرتا ہون دریوزہ کو
کوئی مجھسا نہین دیدار صنم کا بھوکا

باز رکھتی ہی اذیت سے ملایم طبعی
زحمت تیغ نہ دیکھے کبھی خامہ ہو کا

ابھی آئینے کی کھلجائیگی ساری قلعی
منہ تو دیکھو کرے دعوے وہ صفای رو کا

ایک ہی ہاتھ مین سیکڑون تن سے اوترے
زور اللہ زیادہ کرے اوس بازو کا

دم لبو پر ہی مرا قبضے سے دل باہر ہے
دمبدم یاد جو خنجر ہے کسی ابرو کا

ہر گل و غنچہ مین حاضر ہے مگر غائب ہے
باغ عالم مین کوئی رنگ نہ دیکھا بو کا

منہ تمہارا ہوئے سب غنچے نظر آتے ہین
تونے گلشن مین مگر پان چبا کر تھوکا

گل کہان غنچہ کہان سرو کہان باغ کہان
باقی مطلب ہے یہی فاختہ کی کوکو کا

بام پر یار کا چہرا دیکھا
طور پر نور کا شعلا دیکھا

دل مین دنیا کا تماشا دیکھا
موج زن کوزہ مین دریا دیکھا

دیکھ اوس روے طلائی پر خط
ہو نہ کندن پہ جو مینا دیکھا

آہ نالے سے نہ نکلا کچھہ کام
قاصد اتنا ہی تو کہدے مجھسے
رہتا ہی مجھہ ہی سی پیر ہادہ سر
راہ مین کل وہ یکایک جو ملا
عرض کی مین نے ادہر تو دیکھو

قطعہ

آسمان تک اسے پہونچا دیکھا
خط کو پڑہوا کے سُنا یا دیکھا
ورنہ سب سے ادسے سیدہا دیکھا
میری جانب کو نہ اصلا دیکھا
کہا مُنہ پھیر کے دیکھا دیکھا

جسنے دیکھا دہن جانان کو
باقی عنقا کو ہے گویا دیکھا

یار کا پانون تو عالم کا وہان سر ہوتا
بوسے لیتا لب شیرین کے جو ساغر ہوتا
جلوہ فرما جو کبہی وہ مہ انور ہوتا
دل عاشق کی یہ سو ٹکڑے کہان سے ہوتے
ورق گل پہ سے جہری کی لکھتا تو صیف
آتش عشق کی دل ہی ہے کہ لاتا ہے تاب
لب رنگین کا اگر رنگ دکہاتا وہ شوخ
ہوش ہوجاتے رنو چکر ادہر تے ٹانکے

کاشکے مین بہی دریار کا پتھر ہوتا
شیشہ تہا تو مین ہم پہلو دلبر ہوتا
شرف منزل خورشید میر اگہر ہوتا
تیغ ابرو مین جو غمزے کا نہ جوہر ہوتا
رگ بلبل سے اگر رشتہ مسطر ہوتا
خاک تہا ہو جو اس آتش مین سمندر ہوتا
لعل بے رنگی سے بلور کا پتھر ہوتا
زخم دل سینے کی درپے جو رفوگر ہوتا

اپنی بیتابیٔ دل کی بھی مین لکھتا حالت
خط کے پہونچانے کو لوٹن جو کبوتر ہوتا

جوش وحشت کے سبب راہ پہ آتا نہ کبھی
تیرے آوارہ کا گر خضر بھی رہبر ہوتا

قدِ بالا کے تصور مین جو کرتا فریاد
میرے نالون کا گذر عرش برین پر ہوتا

آج ہوتا جو سلیمان تو تیری رکھتا مُہر
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

کسی حالت مین نہین مجھکو سرور اے باقی
نشۂ مے سے مرے سر مین ہی چکر ہوتا

فقط اک حجت اثبات سخن ہے اونکا
ورنہ نظرون سے تو معدوم دہن ہے اونکا

آہین آئین کبھی شادابی خاطر کے لیے
دلِ پر داغ نہین ہے یہ چمن ہے اونکا

جسے چاہین اوسے پامال کرین جابر ہے
جگر اونکا ہی دل اونکا ہی بدن ہے اونکا

ایک ٹھوکر مین ہین سو مُردون کو زندہ کرتی
نہین عیسےٰ مگر اعجاز چلن ہے اونکا

ہرن آنکھین ہین سیہ خال ہین نافے اونکے
مار گیسو ہین دُرِ گوش یمن ہے اونکا

فرطِ تنگی سے بھلا کسکو نظر آتا ہے
کون کہتا ہے کہ چہرے مین دہن ہے اونکا

لب رخسار و خطِ یار کے جو عاشق ہین
یمن اونکا حلب اونکا ہے ختن ہے اونکا

عشق گلرو مین ہے جن لوگون نے دی اپنی جان
چشمِ بلبل جسے کہتے ہین کفن ہے اونکا

یون تو ہونے کو ہزارون ہی ہوئے عاشق ہین

باقی اک بندۂ دیرین و کہن ہے اونکا

بس آتے ہی اب روٹھکے جانا نہین اچھا
جانا نہین اچھا ہے یہ جانا نہین اچھا

پازیب کی آواز سنانا نہین اچھا
سوتے ہوئے فتنون کو جگانا نہین اچھا

کیا آپ ہی عالم مین ہین شمشیر زن اے واہ
ہر وقت یہہ ابرو کا چڑہانا نہین اچھا

اب غیر پشیمان ہوئے جان گنوا کر
ہم کہتے نہ تھے دل کا لگانا نہین اچھا

پریون کا نہ سایہ کہین اے جانِ جہان ہو
کوٹھے پہ کبوتر کا اوڑانا نہین اچھا

مین بد ہی سہی آپ نے سمجھا جو مجھے بد
اچھا نہین ہین تمنے جو جانا نہین اچھا

باتون مین بگڑ جاتے ہو کچھہ خیر ہی صاحب
اتنا بھی تو بد ذاتی پر آنا نہین اچھا

کیا قدر تمہاری کوئی باقی کرے افسوس
تم اچھے ہو لیکن یہہ زمانا نہین اچھا

جوشِ اشکِ دیدۂ گریان نے طوفان کر دیا
گھر ہزارون ڈہا کی آبادی کو ویران کر دیا

کہکشان کو اوس نے اپنے دُرِ دامان کر دیا
مہر کا تکمہ مہِ نو کا گریبان کر دیا

کفر ہے خالِ رخِ جانان کو کہتے ہین بلال
شاعرون نے جھوٹ ہندو کو مسلمان کر دیا

یاد دلواتا ہے تیرا حسن حسنِ حور کو
تجھکو خالق نے مگر بھولے سے انسان کر دیا

قد ہے طوبیٰ رخ ہے جنت لب ہین خرمائے بہشت
حسن نے تجھکو سراپا باغِ رضوان کر دیا

سادہ پن اوسکا بھی کافر قتل کرتا ہی مجھے
تیغ ابروسے جو پوچھا وسمہ عریان کردیا

سرو کو نسبت ہو کیا قد کہ جو تیرے اے صنم
پا بہ گل اوسکو کیا تجھکو خرامان کردیا

زلف الجھتی تھی تیرے رخسار سے ہر دم مگر
خط رخ نے درمیان مین انکی قرآن کردیا

سرمے نے اوس چشم کو شوخی سوائی دی بھی
رنگ پان نے سرخی لب کو دو چندان کردیا

گرمی دیوان آتش ہی سے تیرے دیوان مین
جبسے عشق شعلہ رویان نے غزلخوان کردیا

کوئی پیدا تو کرے مجھسا جگر اے ہمدمو
دوست کو دل دیکے مین نے دشمن جان کردیا

کھینچتا ہون دار مژگان پر مین طفل اشک کو
آشکارا اسنے سب پر راز پنہان کردیا

اشک بھر آنکھ مین کہتی تھی مجھسے عندلیب
ہاے گلچین نے کیا خالی گلستان کردیا

جا بسے ہیون کی لٹک انمین کہان باد بہار
تو نے غنچون کے لیے گو جمع دامان کردیا

بوسے دیکر اپنے لعل لب سے اوس محبوب نے
مجھکو باقی خسرو ملک بدخشان کردیا

بلبل آتش نفس ہون ہو گیا صیاد کا
شعلہ آواز سے پھوکون قفس فولاد کا

جب سے نالان ہون بتان شوخ کی بیداد کا
نالہ ناقوس شاکی ہے میری فریاد کا

کھینچنا چاہے جو اوس چشم دل آرا کی شبیہ
موے مژگان پری خامہ بنے بہزاد کا

مشت پر ہو کے ہین کنج قفس مین ہمصفیر
کیا پتا دون عندلیب خانمان برباد کا

علم و فن میں عاشقی کے سب سے شاگرد ہیں
یوں سبق آموز قیس و وامق و فرہاد کا

وہ مسی آلودہ لب دیکھے جو ہنسنے میں ترے
سنہ ہوا حسرت سے نیلا سوسنِ آزاد کا

قتل کر بیٹھا جو تو مجھکو تو میری نعش پر
غل اوٹھا نوحے کے بدلے اک مبارکباد کا

ضعف کے ہاتھوں نہیں اوٹھتا قدم صحرا میں آج
اے جنوں خواہاں ہوں ہمت سے تری امداد کا

قد ترا موزوں ہے اور ایک چوبِ مستطیل
راست ہے آگے ترے رتبہ نہیں شمشاد کا

یہ تپا ہی نامہ بر یار کہ باشندہ ہوں میں
خانۂ زنجیر کا شہر جنوں آباد کا

یوں کھٹکتا ہے طبیعت میں مری نقصانِ شعر
جس طرح غم ہو پدر کو ناخلف اولاد کا

لفظ بسمل جا بسم اللہ تھا تیرا سبق
تو نے مکتب ہی میں پہلے خون کیا اُستاد کا

کچھ نہ فرمایا کبھی مجھسے بہت افسوس ہے
رہ گیا مشتاق باقی آپ کے ارشاد کا

میں سوئے گلشنِ فردوس گزر کیا کرتا
بے رُخِ یار رُخِ گل پہ نظر کیا کرتا

دیکھتے تم کہ شرارت سی یہ شر کیا کرتا
گر اجل سر پہ نہ ہوتی تو بشر کیا کرتا

مہرِ تاباں کو نہیں جسکی حضوری میں فروغ
ہمسری اوس رُخِ روشن سے قمر کیا کرتا

جانِ جاں ہمتِ عاشق پہ نہ کر طعنہ زنی
دل تجھے دے چکا اب اور جگر کیا کرتا

آپ نے لطف سے آنسو جو نہ پوچھے ہوتے
دیکھتے پھر یہ میرا دیدۂ تر کیا کرتا

موت آئی تیرے عاشق کی بڑی خیر ہوئی
مرض عشق ابھی کسکو خبر کیا کرتا

حاصل زیست ابھی تک نہین معلوم ہوا
پی کے مین آب بقا مثل خضر کیا کرتا

ہست ہی نیست ہے معدوم ہی موجود ہی ہے
آپ فرمائیے مین وصف کمر کیا کرتا

سنکے اوس شوخ نے پوچھا کہ یہ روتا ہے کیون
نالہ اور اشک سے کہین بڑھ کے اثر کیا کرتا

چھوڑا صیاد نے گلشن مین بہت خوب ہوا
تشت پر ہون مجھے لیجاتا وہ پر کیا کرتا

تابع موج حوادث ہے جہان مثل حباب
ایک دو دم کی بسر گرد کو گھر کیا کرتا

بخدا مین ہون جوان بخت سنو اہل وطن
فلک پیر مرے ساتھ سفر کیا کرتا

جیتے جی جسنے ملاقات نہ کی ہو باقی
میری تربت پہ زیارت کو گذر کیا کرتا

ردیف بای عربی

بسکہ ہے دل مین تمنائے شراب
دل ہے پہلو مین کہ مینائے شراب

بے تبرے حلقہ ماتم تھا دور
خون دل جام مین تھا جائے شراب

تیرے زخمون سے جو پھاہا اوترا
بنگیا پنبہ مینائے شراب

ربط جسم دو رمین اڑتی ہے یون
جان دیتا ہے مسیحائے شراب

بات میں پیر جوان ہوتا ہے
زاہدا دیکھہ تماشاے شراب

باغ میں لطف ہے نرگس کا
جام گل سرو ہے میناے شراب

بوسے لیتا ہوں میں اس لب کے مدام
سب مجھے اصلا نہیں پرواے شراب

بادہ کش وہ ہیں کہ صندل کے عوض
درد سر ہو تو ملیں لاے شراب

کیون نہ ملاح ہو ساقی باقی
جام ہے کشتی دریاے شراب

کہہ رہا ہے دل شیداے شراب
ہاے خم ہاے سبو ہاے شراب

کہو ساقی سے ادہر لاے شراب
گر نہ صہبا ہو تو دے لاے شراب

قیف گوش آنکھیں وہ مخمور رہیں جام
گردن یار ہے میناے شراب

عاشق پیر مغان کی مٹی
خاک میں ملکے بنی لاے شراب

وہ ہوے نوش سے ملے مے جسکو
کیا پیے شیخ نہ جو پاے شراب

سحر تک چلتی ہے مری محفل میں
کون کہتا ہے نہیں پاے شراب

میں نے باقی جو انڈیلی صہبا
خندہ کرنے لگی میناے شراب

کون کہا میرا جب سنا مطلب
تیرے مطلب سے مجھکو کیا مطلب

جب دیا بوسہ کس مزے سے کہا — کیون جی کیون آپ کا ہوا مطلب

اے پری مجھسے تجھسے کیا ہو نباہ — تو جفا کار مین وفا مطلب

جب کہا مین نے غیر آتا ہے کیون — وہ یہہ بولا کہ تجھسے کیا مطلب

حیف ہم پانون تیرے چھونے نہ پائین — گانٹھے یون مفت مین حنا مطلب

دل مین بھرے ہوے ہین آے باقی
آرزو شوق مدعا مطلب

ردیف بای فارسی

پہلے مشہور تھے کہان آپ — کب غیرت سے تھے مہربان آپ

پیغام زبانی بھی نہ بھیجا — خط بھیجتے ہین مجھے کہان آپ

پیوند زمین تو ہو چکا ہون — اب خاک کرینگے امتحان آپ

پے در پے تیر مارتے ہین — غمزون سے اوڑاتے ہین نشان آپ

پتلی ہے کہین شے پیچ مین آے — کہتے ہین کمر کو کیون میان آپ

پائی نہ کبھی حقیقت اپنی — اپنی نظرون سے ہون نہان آپ

پروانہ صفت وان جہان سے ہے — ہین صورت شمع شب جہان آپ

پر ہونگے پڑے کہین چمن مین
بلبل کا نہ پوچھین آشیان آپ

پردہ مین ہے قیس کب سے لیلا
وہ ناقہ نشین ہے ساربان آپ

پاس اے باقی ہی کیا جو دین نذر
حاضر ہے لین جو نقد جان آپ

ردیف تاے عربی

دوست ہے دشمنی یہ کیا اے دوست
مجھہ وفا دوست پر جفا اے دوست

تنگ ہے اور عرصۂ عالم
تیرا کوچہ ہے دل کشا اے دوست

تر ہو اُس سے کے ابر دریا بار
میرے اشکون کا ماجرا اے دوست

ترک مردم شکار ہین واللہ
تیری آنکھین ہین کیا بلا اے دوست

تنکے چنتا ہون منہ ہوا ہے زرد
غم سے ہون شکل کہربا اے دوست

تپ سوز درون سے مرتا ہون
عشق ہے درد لادوا اے دوست

ہمسے نفرت ہے دشمنون سے ربط
ہوئے بیگانے آشنا اسے دوست

ترکی ہو جاے گی تمام اپنی
سر توسن جو تو چڑہا اے دوست

افسر و تخت کیا کرے باقی

تیرے کوچہ کا ہے گدائے وست

ردیف تاے ہندی

دو دست ہے آنکھ سے جو وہ چوکھٹ
ٹکڑے ٹکڑے جگر ہے مثل کتان

در مژگان کے یان کہلے ہین پٹ
گھونگٹ اوس ماہ کا گیا جو الٹ

پتلیان بہرتی رہتی ہین آنسو
ٹھوکرین مارتا ہون وحشت مین

میری آنکھین ہین پاکسے پنگھٹ
ڈر ہے دامان کو وہ جاے نہ پہٹ

ٹانکے توڑین سے گے زخم دل سوبار
اشک کا یون مژہ پہ ہے جلوہ

اے رفوگر نہ کر رفو چل ہٹ
جس طرح بانس پر چڑہے کوئی نٹ

جس سے کرتا ہے تو تیمم شیخ
ٹھنڈی سانسین ہین دل سی لیتا ہون

خاک وہ میرے مرگی ہے تلچھٹ
یاد آتی ہے جب وہ گرماہٹ

وان قدم راہرد کا کیا ٹھہرے
جس بیابان سے شیر جاے پلٹ

ٹھگ ہین زاہد نہین ہین اے باقی
انسے بڑہکر نہین کوئی نٹ کھٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ثابت تو کر جفا کے باعث
تعذیر دو پہر تنا کے باعث

ثانی نہین نازنین تمہارا
یکتا ہو تم اس ادا کے باعث

ثالث ہے رقیب تم مین مجھمین
ہے رنج اس ناسزا کے باعث

ثبان ہے ترا عصا مجھے شیخ
ڈرتا ہون تری ریا کے باعث

ثمرہ یہہ ملا کہ جان کھوئی
باقی غم دلربا کے باعث

ردیف جیم عربی

جو حسن مین تمہین نہین زیور کی احتیاج
کب سرو مہر کے ہوئی افسر کی احتیاج

جب چاہا دل سے پوچھ لی دلدار کی خبر
قاصد کی جستجو نہ کبوتر کی احتیاج

جنگل مین گرد باد لیتا ہون کار خضر
بحر رہ نورد کو نہین رہبر کی احتیاج

دی جان مین نے قامت جانان عشق مین
ہے ڈھیر پر یہی شاخ صنوبر کی احتیاج

جنت مین کیا کرون تیرے کوچے کو چھوڑ کر
طوبے کی یان طلب ہے نہ کوثر کی احتیاج

جام شراب عشق سی مین مست ہون مدام
ساقی کسے ہے شیشہ و ساغر کی احتیاج

علوی سواد سکے عالم نور اسقدر ہوا
محفل مین تھی شمع منور کی احتیاج

جنبش نے اوس کے کیا کام ہی تمام
باقی نہین رہی دم خنجر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

پگڑی کا تہا خوب یوہین ہر پیچ
طرّہ ہوا اور اوسپہ سرپیچ

چھپ جاتا ہے اسمین مصحف رُخ
چھاپے کا ہے گویا چشم تر پیچ

گنڈلی مارے ہے گنج پر سانپ
گیسو کے نہین ہین چہرے پر پیچ

دل سے مرے صاف کیا ہو وہ زلف
پڑتے جاتے ہین پیچ پر پیچ

شہ غیر کو ہے کے کاٹ لو سر
ہون یاد تپنگ کے اگر پیچ

بولا وہ جو ہم گئے شب وصل
کُشتی کے یہان نہ صاف کر پیچ

کیا زلف کا اعتبار باقی
باتون مین ہے اسکے سر بسر پیچ

ردیف حاے حطی

حسین نہین کوئی وس شوخ کے طرح
کہ جسکے سامنے مہتاب ہے سہا کی طرح

حباب سا نہین اعتبار اس تن کا
ابھی یہ روح نکل جایگی ہوا کی طرح

حصول کار محقق نہین مقلد کو
عصا مین طاقت رفتار کب ہے پا کی طرح

حیا و شرم سے پردہ گیا زمانے کا
اُٹھی وہ بت نہ دکھائی دیا خدا کی طرح

حیات تازہ ملیگی مریض ہجران کو
جو ایک بوسہ عنایت کرو دوا کی طرح

سو جو ہین بے مروت ہین ستمگر ظالم
رفیق ہو گئے بیگانے آشنا کی طرح

حریص کی نہین دنیا مین قدر کچھ باقی
کہان ہوس کی فضیلت ہوئی ہما کی طرح

ردیف خاء معجمہ

خوبی و حسن مین یکتا ہے وہ رخ
چشم بد دور تماشا ہے وہ رخ

ختم ہے اوس پہ صفائی دیکھو
آینہ سے بھی مصفا ہے وہ رخ

خط نہین ہے رو کتابی کے گرد
دیکھو قرآن محشا ہے وہ رخ

خوب مشاطہ نے آرائش کی
حسن افشان سے مطلا ہے وہ رخ

خیرہ ہوتی ہین نگاہین کیا کیا
مہربان نور کا بکا ہے وہ رخ

خواب مین بھی ہے مدام اسکا خیال
روز و شب آنکھون مین پھرتا ہے وہ رخ

خلد مین دیکھی نہ حور اسنے کبھی

جس کو باقی نظر آتا ہے وہ رخ

ردیف دال مہملہ

دام سے چھوٹ کے آئی ہے بہار اے صیاد
مشت پر لیے اب مجھکو نہ مار اے صیاد

دو ہی باغ سی پہونچا ہون ہلاکت کے قریب
ہجر سی گل کے ہے سیر دل مین ہین خار ای صیاد

داد کو نکلی نہ پہونچا کوئی تیری ہاتھون
گو عنادل نے کیے نالے ہزار ای صیاد

دیکھنے سیر چمن کی جو گیا قید ہوا
شوق گل نے ہی کیا مجھسے وچار ای صیاد

دست پروردہ شاخ گل و ریحان ہون مین
کب ترے کنج پہ ہو مجھکو قرار ای صیاد

دل پر داغ کو ہین تختہ لالہ سمجھا
ہی مجھے کنج قفس ہی مین بہار ای صیاد

پھونک دون مین بھی ترا قفس فولادی
سوز دل سے جو نکل آئین شرار ای صیاد

دم ہے باقی ابھی جیتا ہون جو ہو قسمت سے
ایک دم صحن گلستان مین گزار ای صیاد

ردیف دال ہندی

ڈر کیا وہان جو زور پہ ہے یار کا گھمنڈ
یان اب رہی ہے اپنے دل زار کا گھمنڈ

ڈوبے جہان جو اشک کا طوفان ہو جوش پر — کھلجاوے دم مین ابر گہربار کا گھمنڈ

ڈالی پہ جو گل آج ہے کل ہے وہ زیر خاک — دو دن ہے باغ دہر مین نہ ردار کا گھمنڈ

ڈسنا یہ بھول جائیگا پھر بل نہ کھائیگا — کھووے گی تیرے زلف سیہ مار کا گھمنڈ

ڈھب کیون نئی نکالتے ہو چھیڑ چھاڑ کی — ہے اندنون کچھ اور ہی سرکار کا گھمنڈ

ڈ[illegible] مین آج شعر میرے شمع وار گرم — ہے مجھکو وصف شعلۂ رخسار کا گھمنڈ

باقی جو اوسکے دیدہ و ابرو کو دیکھ لے
پھر ترک کو نہ ہو کبھی تلوار کا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

ذکر ہجران مین جو مین نے اوسے لکھا کاغذ — نہ وہ قاصد سے ملا اور نہ دیکھا کاغذ

ذوق ہے مجھکو کبوتر کے اوڑانے کا مگر — اس لئے پھاڑکے ہر سمت اوڑایا کاغذ

خون کرنا جو تھا آرزو کا میری — سرخ کیون مجھکو پھر اس شوخ نے بھیجا کاغذ

سرخ دامن جو ہے قاتل کا قیامت کے دن — وہی محضر ہے وہی ہے میرے خون کا کاغذ

[illegible] — [illegible]

رو سپیدی جو گنہگارون مین ہے مجھکو نصیب	مرے اعمال کا ہوتا نہین کالا کاغذ
ذائقہ منہ کا نہ بدلا نہ گئی تپ غم کی	گو کہ تعویذ نے بازو پہ بندہایا کاغذ

خوف باقی تجھے عصیان سے ہے کیون وہ ہے رحیم
بیخطر ہونے دے اعمال کا کالا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

روان ہوا ہے مرے آہ کا دہوان سر پر	نہین ہے ابر نہین ہے یہ آسمان سر پر
رہا نہین ہے تری شمع سی مثال ای دوست	دہن مین ہے تیر زبان اسکی ہی زبان سر پر
رولایا ہجر نے اک بحر حسن کے ایسا	کہ اپنے اشک کا دریا ہوا روان سر پر
رہیگا عالم اسباب کا یہین اسباب	کوئی اوٹہا کے نہ لیجائیگا مکان سر پر
خیال ابروِ قاتل کیا جو فرقت مین	پہونچ گئی وہین شمشیرِ اصفہان سر پر
چمن مین غنچہ و گل ہاتہ پانون کیا پہیلائین	ہر ایک وقت کہڑی رہتی ہے خزان سر پر
رہائی دولت سے بیزار ہین جو ہین آزاد	عمامہ بہی مجہے ایک بوجہ ہے گران سر پر
رضا دے مجہکو کہ بیٹہون چمن مین دیکہون بہار	کہڑی ہوئی ہے ارے باغبان خزان سر پر
رہا مجہے نکریگا تو دیکہ اے صیاد	مین شور کرکے اوٹہا لونگا آسمان سر پر

رُکے نہین تو بہلا آج کیون یہ بے معمول
سلام کو نہ رکہا ہاتہہ مہربان سر پر

رکہو نہ خوف کو خورشید حشر کے باقی
رہیگا حیدرِ کرار کا نشان سر پر

رفیقو جان دی ہے مین نے کسکے درِ دشمن پر
کہ جلتی شمع شعلہ طور کا ہی میرے مدفن پر

وہ بکہری زلف سی ہے کیا بہار اوس رخ کے جوبن پر
گہٹا گہنگہور چہائی ہی عجب صورت سے گلشن پر

درِ گوشِ صنم سے کاکلِ پیچان اولجہتی ہے
نہ دیکہا ہو تو دیکہہ لے دل لپکنا مار کا سن پر

ہمارا اور ہی محبوب ہے کچہہ وہ نہین ہین ہم
پہسلتے ہون جو چکنی صورتون کے رنگ و روغن پر

کہان تک مرہم جراح کافی ہو بہلا یارو
کہ ناسور ہین دل مین ہزارون داغ ہین تن پر

سمن رخ غنچہ لب شمشاد قامت سبزہ خط ہی تو
بہارِ حسن نے تجہکو فضیلت دی ہی گلشن پر

ہوئی بربادستی خاکسارانِ محبت کی
کہ آج اوس ترک کو پہر قصد ہی چڑہنے کا توسن پر

تیرے پرتو سے محفل مین ہے شب کو روشنی دن کی
قبا تن پر ہے یا فانوس ہے یہ شمع روشن پر

اوڑاتا ہے نشانہ وہ کمان ابرو جو پے در پے
تو دل کہتا ہی جان قربان کرن اوس ناوک افگن پر

پہر آئے دن گریبان پہاڑنے کی جوشِ گل سے ہے
کہ عالم دامنِ گلچین کا ہی صحرا کے دامن پر

محبت سخت جانون کو سخت جان سے ہی زمانہ مین
نہین عاشق کوئی خر سنگِ مقناطیس آہن پر

اوسی کی چشم سے ہی ساغرِ مے دیدۂ پرخون
صراحی نے گلا حسرت سے کاٹا جسکی گردن پر

نہ دن کو چین آتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے
فراق دوست کی آفت پڑے باقی نہ دشمن پر

کیا فقط دل چاک ہے بر مین قبائے یار پر
پیچ کہاتی جان بہی قالب مین ہے دستار پر

ہے سواد خط کہان اوس صفحۂ رخسار پر
حاشیہ لکہا ہوا ہے مطلع الانوار پر

سب ہین مفتون چشم و زلف و خط و خال یار پر
سیکڑون نے جان کہوئی ہے نہین دو چار پہ

چشم گریان طعنہ زن ہے قلزم زخار پر
اشک طوفان زا نے مارا ابر تر کو دہار پر

غیر کا آنے نہ پایا اپنی آنکہون مین خیال
طعنہ زن مژگان رہین خار سر دیوار پر

گر نہین ہے آتش یاقوت سی پیدا ہوان
کیا ہے یہ رنگ مسی لعل لب دلدار پر

دیکہتے ہین رات کو مشتاق چہپ چہپ کر تمہین
چور گرتے ہین تمہاری دولت بیدار پر

مین نے رو رو کر رلایا ابر دریا بار کو
تم نے ہنس ہنس کر گرائین بجلیان گلزار پر

ہو گئی ہے معنی روشن سے روشن مثل شمع
عیب چین نے گر رکہی انگلی مرے اشعار پر

ہم تو اوس موتی کی کنٹھے پر تصدق ہو گئے
مولوی جامی ہین غش سبحۃ الابرار پر

ذکر لعل و فکر رخسار ملیح یار سے
رات بہر چہڑکا نمک باقی دل افگار پر

پرتو عارض سے کیا رونق ہے خط یار پر
چاندنی ہے لوٹ گویا سبزۂ گلزار پر

چار سو سے ہی ہجوم خط لب دلدار پر
شام والون کی چڑھائی ہوگئی قندہار پر

شوق سے کترے مرے صیاد دو چار پر
طاقت پرواز کب ہے ہین کسی درکار پر

حلقۂ خط مین نمایان ہے عجب کچھ لطف سے
نقطۂ پرکار کی پھبتی سے ہے خال یار پر

عاشقان لف کے دل کیون نہ آئین پیچ مین
طرّہ ہے سرپیچ کی درج بندش دستار پر

اوس کمان ابرو نے ایسے تیر کھائے ہین کہ ہے
سخت جانی کا میری شکوا لب سوفار پر

مثل موسی دیدۂ حق بین تو پیدا کر کہین
طور کا جلوہ نظر آتا ہے ہر کہسار پر

موتیا کے پھول دیکھے ہین گندھے اوس زلف مین
زہر اب کھانا پڑا اس کوڑیالے مار پر

دیکھ کے بجلی ہین جان اونکی ہے میری آنکھ مو
مر رہا ہون مین کسیکے موتیون کے ہار پر

جسکو دیکھا اوسکو جھکتے پایا مینوشی کے وقت
کیون نہ ہو مسجد کی پھبتی خانۂ خمّار پر

ہون مین شہرہ آوارۂ وحشت کوہ و دشت مین
پانون کے چھالون کا شکوا ہے زبان خار پر

خط کے دیکھے ہو مین تو دل چاہ زنخدان مین گرا
سچ ہے یہ ہے جہان سبزہ اوگا جب غار پر

مجھسے باقی حال میری تیرہ بختی کا نپوچھ
چاندنی بھی رات کو آتی نہین دیوار پر

اے بت خدا نے دی ہے تجھے وہ ستم کمر
محبوب اور ہین مگر ایسی ہے کم کمر

جھکتے ہین کب کسیکی وہ تعظیم کے لیے
بارگران زلف سے ہوتی ہے خم کمر

ہین جیتے مرتے عشق مین اونکی تمام لوگ
راہ بقا جو لب ہین تو راہ عدم کمر

کیونکر کہون مین سرو چمن کو قد نگار
اوسکا ہی ہم شبیہ نہ ہمسر نہ ہم کمر

جاتا ہون مین عدم کو خیال کمر کی ساتھہ
ہے نزع مین بہی یاد مجھے دمبدم کمر

اللہ ری نازکی کہ ہے دشوار قطع راہ
لچکی زمین پہ اوسنے رکہا جب قدم کمر

مانی ذرا ہماری بہی نازک کمر کو دیکہہ
ایسی کبہی لکہے نہ تیرا اوقلم کمر

عنقا کی طرح ساری خدائی مین نام ہی
دیکہی نہین ہے سنتے ہین اوس کی ہم کمر

باقی نہ بال ہے نہ رگ گل شبہ ہے خیال
ان شاعرون کے ہاتہہ سے ہے متہم کمر

ردیف زاے معجمہ

زبان کو میری فقط ہے ترا ہی نام عزیز
کلام اور نہین مجہکو لا کلام عزیز

تجہے زمانہ سب کہتا ہے یوسف ثانی
تجہے کو کرتی ہین عالم کی خاص و عام عزیز

زبان ستی مین کرتے ہین کچہہ عجب ہی بہار
بہت ہے رندون کی مجہکو یہ ہوم دہام عزیز

نہین جو مجہکو ملا ہے مزا اسیری کا
قفس پسند ہے صیاد اور دام عزیز

زلال نوشی مبارک مغان کو ہو ساقی
ہین دردمند ہون مجہکو ہی درد جام عزیز

زمین ملک ختن مین بنا ہین میرا مزار — کہ ہے گیسکی مجھے زلف مشکفام عزیز

زیادہ کب تیری رفتار ہو کبک کی چال — تیرے خرام سے کیا اوسکا ہو خرام عزیز

زبون ہے حال مرا ہجر مین ترے ظالم — بس اب جینے سے ہی موت کا پیام عزیز

زوال مین نہین باقی کوئی کسیکا شریک
رفیق۔ دوست۔ پسر۔ اقربا۔ غلام۔ عزیز

ردیف سین مہملہ

کرتا نہین مفلس کا کوئی ناکس و کس پاس — دس پاس ہین اپنی ہمیشہ جو ہون مس پاس

سر پھوڑنا مجھسے غم معشوق مین سیکھے — فرہاد سے ہے آکے جو دو چار برس پاس

حال اپنا گلون سے تو کہین ڈر سے ہے لیکن — سن لے نہ کہین باغ ہی دور از قفس پاس

جب دن سے ہے میرے پاس وہ آتا نہین کافر — آتی نہین یان آپ مین انکی ہوس پاس

ہم شکوہ جو کہتے ہین تو سنتا نہین کوئی — کرتا ہی دسی ترک کا ہر ناکس و کس پاس

سید ہے کو ہو کچھ طبع سے کیا ربط کہ باقی
تیر آکے کمان مین نہ رہا ایک نفس پاس

ردیف شین معجمہ

شاہد گل عذار پر ہون غش
کب گلون کی بہار پر ہون غش
سیر کیا لالہ زار کی دیکھون
جگر داغدار پر ہون غش
شام سے صبح تک ہے گل کے قریب
بخت بیدار خار پر ہون غش
شرب مے ہے بدولت اسکے نصیب
ساقیا مین خمار پر ہون غش
شہ سوارون کا چھو لیا دامن
اپنے مشت غبار پر ہون غش
شربت قند خوش گوار نہین
بوسۂ لعل یار پر ہون غش

شاد ہون اوسکے لطف سے باقی
ساقی غمگسار پر ہون غش

ردیف صاد مہملہ

رخ ہے پسند بھاتی ہے گل علی الخصوص
غم گل تو خیر و تیاہی سنبل علی الخصوص
گو مارتا ہے اپنی ادا سے وہ خلق کو
کرتا ہے قتل اوسکا تغافل علی الخصوص
صیاد فصل گل مین ترے دست جور سے
نالان ہین مرغ باغ پہ بلبل علی الخصوص
انسان کو پھانستے ہین بناوٹ کے دام مین
زہد و صلات و صوم و توکل علی الخصوص
صوت کو اوسکی دیکھی فصل بہار مین
بے رنگ ہو گیا چمن گل علی الخصوص

صدمے ہزار سہوتے ہین عاشق کی جان پر | کرتا ہی جب وہ شوخ تجاہل علی الخصوص

صدق و صفا مین دعوے باطل کرین ہزار
باقی کو ہی تجہی سے توسّل علی الخصوص

ردیف ضاد معجمہ

ہمین نہ پہول سے مطلب نہ گلستان سے غرض | جو ہی تو یار ہی یار کے مکان سے غرض
جگہہ ہی دل مین ہوئی ہی آ صیاد | قفس سے کام ہی مجہکو نہ آشیان سے غرض
جمانہ رنگ تعلق ریاض عالم مین | ہی کسطرح گل آزاد کو مکان سے غرض
ضیای مہر رخ یار یہ عکس افگن | کسے ہی لمعۂ خورشید آسمان سے غرض
ضرر سے رنج ہے مجہکو نہ نفع سے راحت | مین عشق باز ہون مجہکو کیا دو جہان سے غرض

ضد ایسی کرتے ہین ہر بات مین جو آ باقی
مگر ہے اونکو مرے دل کے امتحان سے غرض

ردیف طاے مہملہ

[illegible] ہر رنگ ہے نظر ہے شرط | نور دلدار سے خبر ہے شرط

میرے نالے کا طرز اڑایا تو ہے
پر سن اے عندلیب اثر ہے شرط

طاقت اب کیا جو مجھسے سنکر ہون
قول پر قول شرط پر ہے شرط

طرۂ یار سے مین ڈرتا ہون
ایسے طرار سے حذر ہے شرط

طرفہ رستہ ہے عشقبازی کا
اس گزرگاہ مین گزر ہے شرط

طالب دلبران نہوز نہار
دل کے دینے کو بھی جگر ہے شرط

طور بے طور ہے تیرا باقی
اوس ستمگار کو خبر ہے شرط

ردیف ظاے معجمہ

دلبر جو تہا شب کو مجھے کچھ نہ ملا حظ
گر شمع نہو ہو دل پروانہ کو کیا حظ

گھر آنے کا وعدہ تھا عشا تک بھی نہ آئے
شاید وہ اوڑاتے ہین کہین ہمسی جدا حظ

نور رخ پر نور و سواد خط رخ سے
دونا شب مہتاب مین عاشق کو ملا حظ

ظرف اپنا ہی خم سے بھی زیادہ کہین ساقی
اک جام سے کیا خاک ملے ہمکو بھلا حظ

ظاہر ہے کہ جب یار نہو خاک ہو آرام
باقی وہ میرے پاس جو بیٹھا تو اوٹھا حظ

ردیف عین مہملہ

منہ نہین اوسکے روبرو ہو شمع / ہو تو پہونچیگی کیسے رخ کو شمع

عکس عارض سے دیدۂ تر مین / دیکھہ روشن ہی کیا لب جو شمع

عشق بازون سے کیا برابر ہو / جلتی ہے سر کٹاتی ہے گو شمع

عبث اتنی نہ گرمیان دکھلا / رُخ جانان کے روبرو او شمع

عبرت افزا رہی ہے قبر پہ آج / کل تھی بالین پر میری جو شمع

کیسا اندھیر ہے خدا کی پناہ / اُسکے رُخ کو کہین سخن گو شمع

کاٹ کر سر یہ مجھسے کہتے ہین / کیسی جلتی ہے دیکھیئے تو شمع

عاشق کامل اسکو کہتے ہین / سر کٹا کر کھڑی ہے دیکھو شمع

عرق آلودہ ہو کے بہتی ہے / تیرے عاشق کی سیکھی ہی خو شمع

عاشقون کی طرح سے اے باقی / صبح کرتی ہے رو کے شب کو شمع

ردیف غین معجمہ

غیرت رخ سے ہوئے تیرے بے نور چراغ
تو جو ہو پاس تو کیونکر نکرون دور چراغ

غرق ہین عرق شرم مین تیرے رخ سے
ہو نہ کیون پردۂ فانوس مین مستور چراغ

غش نہ کہائین گے کبھی طالب دیدار تیرے
نہین موسے یہ دکھائیگا جنھین طور چراغ

غور کر عاشق و معشوق مین ہے ایک ہی نور
خود ہی پروانہ ہے اور آپ ہی مشہور چراغ

ہم جلین آتش فرقت سے مگر صد افسوس
بار پائی تیری خلوت مین نہ مستور چراغ

ہوس اتنی ہے کہ اے شمع تیری محفل مین
سوز دل کا مرے کردے کبھی مذکور چراغ

غل مچایا کہ ہوئی صبح یہ نکلا خورشید
تیرے آتے ہی ہوا رات کو مستور چراغ

شب کو سطرح بھری اوسنے مے آتش رنگ
ہاتھ وہ طاق ہوا ساغر بلور چراغ

غیر کی نظرون مین کب حسن تیرا پائے فروغ
لاکھ پر نور ہو دیکھے نہ مگر کور چراغ

کاٹے کہاتے ہین غم ہجر صنم مین باقی
شمع سیارے ستارے شب دیجور چراغ

ردیف فاے معجمہ

فریاد کیجیے کوچۂ دلدار کی طرف
بلبل پکارتی رہی گلزار کی طرف

فرمائیے کہ قتل کا کسکے ہے آج قصد
ہردم نظر جو پڑتی ہے تلوار کی طرف

فانوس مین چراغ کو ایسا کہان فروغ
دیکھو تو اوسکے برقع و رخسار کی طرف

قتّانی جسنے دیکھی ہے اوس چشم شوخ کی
دیکھی کبھی نہ نرگسِ بیمار کی طرف

فرقت مین گل کی بلبلِ شیدا چمن مین آج
حسرت سے دیکھتا ہے بہت خار کی طرف

فوارے چھوٹتے ہین مژہ سے سرشک کے
دیکھو تو میری چشم گہربار کی طرف

فاقہ قبول منتِ دنیا نہین قبول
سگ ہو تو میل ہو اوسے مردار کی طرف

فرطِ ہجوم خلق سے ہون بند راستے
وہ رشکِ یوسف آئے جو بازار کی طرف

فرہاد کی وہ تیشہ زنی کا بندھا خیال
سر مین نے پھوڑا دیکھکے کہسار کی طرف

فصلِ بہار آئی ہے صیاد چھوڑ دے
پا لیکے چل قفس ہی کو گلزار کی طرف

فردائے روز حشر ہی باقی ہین کیون ڈرون
غفار ہوگا مجھسے گنہگار کی طرف

ردیف قاف معجمہ

قیدی ہی ہاے زلف گرہ گیر کا مشتاق
پابند ہے زنجیر مین زنجیر کا مشتاق

قدر اپنی بڑہائی سے کسیکی نہ بڑھیگی
تعظیم کا طالب ہو نہ توقیر کا مشتاق

قاصر ہی رہی کارگری کچھہ نہ دکھائی
اے آہ رہا مین تری تاثیر کا مشتاق

قمری کی طرح تھی ہمین تا زیست اسیری
تھا اپنا گلو طوق گلوگیر کا مشتاق

قاتل نہ پئین گے کبھی ہم آب بقا کو
حلق اپنا ہی آب دم شمشیر کا مشتاق

قدرت نہین جسپکو دم نظارہ کبھی آنکھ
تصویر بنا ہی تیری تصویر کا مشتاق

قرآن شریف اپنا ہی وہ روے کتابی
خط گرد ہی دیکھی جو ہو تفسیر کا مشتاق

شبکو مجھے قد اوسکا نظر خواب مین آیا
اس بخت بلندی کی ہون تعبیر کا مشتاق

قاصد سے مین ٹہرا کے سنونگا اسے سو بار
ہون یار کے پیغام کی تقریر کا مشتاق

قانع ہون مین کشتہ مجھے کیا حرص کریگی
شایق ہون نہ زر کا نہ ہون اکسیر کا مشتاق

قربان ہون مین کسکی کمان دار کا باقی
سینہ ہے مرا مثل ہدف تیر کا مشتاق

ردیف کاف عربی

سوز فرقت سے ہوے ہین دیدۂ پر آب خشک
جس طرح سرگرمی گرما سے ہون تالاب خشک

خون جب دل مین نہین آنکھون مین آنسو کیا رہین
کیونکہ جب ان کے آتے ہی بشتیک ہو وا ب خشک

کیون نہ کانٹے کی طرح حسرت سے ہو کر عندلیب
پھر خزان آئی تو پھر ہی ہر گل شاداب خشک

یا عصا یا شانہ یا تسبیح یا مسواک ہے
زاہدا خشکی کا ہی سب اسباب خشک

خشک و تر کا فرق ہی کیا خاک نسبت دیجیے
لب ترے خرما ہی ترہین اور ہی عناب خشک

ایسی کچی ہنسی سے آپ کے کیا فائدہ
کمترین کیتاب بجالایا کرے آداب خشک

سنبل تر ہین تیری زلفین وہ خوشبو سے بھری
جسکی حسرت سے ہوا ہی خون مشک ناب خشک

اوسکا رو کا اپنے مضامین سے ہی ظاہر دیکھیے
لایا ہی قاصد جواب نامہ بے القاب خشک

عاشق لب کا ہے کیسے کی مرض سے حال سے
درد مین جسم جا شکر ہوا اگر پیشاب خشک

شعر میرے مضامین سے یبوست ہی تو کیا
قند پارہ بنتا ہی ہوتی ہی جو بین لب خشک

نغمہ ترکب سنائیگا مجھے وہ نغمہ سنج
خشکی غم سے ہون مانند رگ مضراب خشک

نام کو جوش یبوست سے ہی باقی نہین
اشک کے قطرہ مین بھی ہے شکل گوہر ناب خشک

کمر اوسکی نہین آتی نظر تک
نظر اپنی نہین جاتی کمر تک

کمان ابرو کی خم ہونے نہ پائی
کہ پہونچا تیر مژگان کا جگر تک

رہا کرتے ہو غیرون کے مکان مین
کبھی آتے تو اس بندے کے گھر تک

کدھر جاؤن تیری محفل سے باہر
برنگ شمع گو کٹ جائے سر تک

کوئی ہمدم نتھا فرقت کی شب مین
فقط اک شمع رویا کی سحر تک

کیسیکی خیر و شر سے کیا ہمین کام
نہین رکھتے ہم اپنی ہی خبر تک

کچھہ ایسی ہی ترے عاشق کی حالت
کہ ہوش آتا نہین دو دو پہر تک

کیا صیاد ظالم نے گرفتار
نہین نکلے تہے باقی بال و پر تک

ردیف کاف فارسی

گر دیکھے ترے شباب کا رنگ
اُوڑ جاے بوُ ہو کے گلاب کا رنگ

ہی عکس فگن جو آنکہ مین رُخ
ساغر مین ہے آفتاب کا رنگ

کیا دین اوسکے لبون سے تشبیہ
سُرخ اتنا نہین شراب کا رنگ

گرداب سے ہے گردش زمانہ
اور ہستی مین ہے حباب کا رنگ

گوہر پے آب تر نہ کیون ہو
دندان مین ہے اوسکی آب کا رنگ

گرمی اوس رُخ کی شمع مین ہے
فانوس مین ہے نقاب کا رنگ

گہنگرو کی صدا مین تیرے کافر
ہے زمزمہ رباب کا رنگ

گویا کہ ہے مے کا رنگ زاہد
ڈاڑہی مین ترے خضاب کا رنگ

اوس ماہ کو پہونچے کیا وہ باقی
پہیکا ہے ماہتاب کا رنگ

تیری سی بو ترا سا کہان تہ نیار رنگ
یون گل ہزار جمع کری بو ہزار رنگ

تیرے لباس سرخ سی ہی کیا مناسبت
اے گل قبا کے لالہ کا ہی داغدار رنگ

کیا رنگ پوچھتا ہی صنم ہو رہا ہون زرد
دردِ غمِ نہانی سے ہی آشکار رنگ

تکلیف بوسہ اسکو کس منہ سی دیجیے
ہو جسکے رخ پہ فرطِ نزاکت سے بار رنگ

اسکی مسی و پان لب و دندان کا رنگ دیکھ
یہ چار ایک جا پہ دکھاتی ہین چار رنگ

ہمکو بہی منہ لگا ہی وہ معشوقِ سرخ پوش
مثلِ گلال پایا جو اپنا غبار رنگ

رومال گاہ سرخ ہی دامن ہی گاہ سرخ
کیا کیا دکھا رہی ہے مجہے چشمِ زار رنگ

کرتا ہی ایسا لال اسے رخ کو جامِ مے
دیتا ہی جیسے باغ کو ابرِ بہار رنگ

افسوس وہ ہزار سے سنتے نہین ہین ایک
اور ایکدم مین دل کی یہان ہین ہزار رنگ

آتے ہی خط کے حسنِ رخ یار اوڑ گیا
اس حسنِ عارضی کا نہین پائدار رنگ

باقی رہے جگہ نہ سفید اشکِ سرخ سے
اے چشم پیرہن کا مرے تار تار رنگ

ردیف لام مہملہ

پیکان نہین ہین سینے مین قاتل کی متصل
لاکھون ہی دل ہین جمع مرے دل کی متصل

لب سے لب سینے سے سینہ ملا کبھی
صد حیف ایکدم نہ رہی مل کے متصل

لی چل نہ اتنی چستی سے ناقہ کو ساربان
مجنون کو بھی تو آنے دے محمل کے متصل

لشکر چڑہا ہے شام کا قندہار کیطرف
کب خط ہے روے حور شمائل کے متصل

ہے خفتگان گور کو سنگین دلون کی یاد
سل ایک در سینہ پہ ہے سل کے متصل

اسکی ہوس نہ کر یہ ہے دانہ قریب دام
اے مرغ دل یہ زلف نہین تل کے متصل

آغوش اپنی غیر کرین گرم شمع وار
آنے نپائین ہم تری محفل کے متصل

لوٹا جو دل ادہر کو تو تڑپا ادہر جگر
گہائل یہ بیقرار ہے گہائل کے متصل

لو گو ہلال و بدر مین کیونکر ہو اتصال
ناقص نہین رہا کبھی کامل کے متصل

لطمون سے بحر غم کی ہین باقی ہین ہلاک
یارون کے کشتی پہونچی ہے ساحل کے متصل

ردیف میم مہملہ

میان خلق ہین پر ہین کہان ہم
ہوئے ہین آ میان تیرے میان ہم

ہین شاید وہین پہ ہی رہ گئے وہان ہم
جو یون نظرون سے رہتے ہین نہان ہم

ملے گا خضر کو اپنا پتا کب
روان ہین صورت ریگ روان ہم

محبت مین ہوئے رسوائے عالم
نئے صدمے اسے دیتے رہین گے
مکان اصل کو جاتے ہین اے چرخ
مجال اب کیا جو ہمسے چرب گو ہو
مبارک شیخ صاحب کو عمامہ
معین ہے ہمارا رزق ازل سے
مقدر نے وہین کنپا لگایا
میسر فیض صاحب سے ہین استاد

جہان ہنستا ہے روتے ہین جہان ہم
ابھی دل کا کرین گے امتحان ہم
ترے گھر مین تھے دو دن میہمان ہم
تیری اے شمع کاٹین گے زبان ہم
اوٹھائین گے نہ یہ بارِ گران ہم
ترے ممنون نہین اے آسمان ہم
جہان بیٹھے چمن مین باغبان ہم
دکن سے جائین کیون ہندوستان ہم

مقام اپنا ہے باقی بے مقامی
مکان رکھتے نہین جز لامکان ہم

لطف وصلت کسیکو کیا معلوم
کچھ نہ کچھ اوسکو ہو گیا معلوم
مین نے جب دردِ دل کہا بولے
مین نے پوچھا جو آپکے ہے کمر
ہے ابھی ابتدا سو یہ غم ہے

لذت اس چیز کی ہے نامعلوم
ورنہ یہ بات اوسکو کیا معلوم
بس جی بس چپ ہو ہوا معلوم
ہنسکے بولا وہ بت خدا معلوم
اس محبت کی انتہا معلوم

اب نہ بولینگے ہم بھلا صاحب
گر ہوا آپ کو برا معلوم

کس بھروسے پہ دل کو دون باقی
اوس جفا کار سے وفا معلوم

توڑینگے سلسلہ کبھی زلف رسا سے ہم
کشتی ہوا پہ چھوڑ دی ہین فرطِ آہ سے ہم
کرتے ہین خوف جینے تو ان کی جفا سے ہم
ملکِ بقا کو جائینگے ملکِ فنا سے ہم
شرمندہ ہوگئے جو ہنی رنگِ رخ ہو زرد
جامے مین گل کے جیب کہان آستین کہان
جب چاہتے ہین سر جھکا گریبان مین دیکھ لین
دریا سے موج موج سے دریا نہین الگ
مشہی منڈی بھلی یہ ہفیا سے کہ رکھو
بیٹھے ہین اوسکی سایۂ دیوار کے تلے

اُڑ دل بہنسے رہینگے بلا مین بلا سے ہم
سب کام نا خدا ہین لیتے خدا سے ہم
واللہ اسقدر نہین ڈرتے قضا سے ہم
دو دن مین کوچ کرتی ہین بہر اس سرا سے ہم
جنبے ہین چپ کے بیٹھین جو کچھ کہربا سے ہم
تشبیہ کیا سمجھکے دین اوسکی قبا سے ہم
کیون پوچھتے پھرین اوسے ما و شما سے ہم
ہمسے جدا نہین ہے خدا اور خدا سے ہم
کردین مقابلہ نہ کسی نقش پا سے ہم
منت اوٹھائین کس لیئے ظل ہما سے ہم

باقی ذرا نہین ہے ہمین تن بدن کا ہوش
کیا ہوگئے ہین عشق حسینان مین کیا سے ہم

ردیف نون معجمہ

ناوک کا تیر ہے نگہِ خشمگین نہین
ہے تیغ آبدار یہ چین جبین نہین

نازک بدن ہے تنہا تری کیا مناسبت
جامہ ہین گل کے جیب نہین آستین نہین

نورِ جمالِ یار ہے دل مین روشنی
وہ بھی کوئی مکان ہے کہ جسمین مکین نہین

نقشہ ہی نزع کا تری فرقت مین روز و شب
دم کونسا ہے وہ جو دمِ واپسین نہین

نطق اونکا گواہ دال ہے اثبات کے لیے
تو بھی ہین کا مجھکو گمان ہے یقین نہین

نادان نہین ہین خسرو و فرہاد کی طرح
دیکھو گے تم رقیب نہین یا ہمین نہین

نالے پہ نالے بلبلِ شیدا کرے ہزار
میری فغان کسطرح سے اندوہگین نہین

نادم ہوا ہون دل پہ جو کھودا ہے نام یار
یہ سنگ ہی کہ نام کے قابل نگین نہین

نقشِ قدم ہین نام خدا رشکِ آفتاب
چارم فلک ہی کوی تبان کی زمین نہین

نزدیک یکتا ہون میان سے جمال یار
تا سو دل مین اپنی کمر از دور بین نہین

نیک و بدِ زمانہ سے باقی کسی سے ہے کام
یان ربط دوست سے نہین دشمن سے کین نہین

پہنچے گلون کے غنچے بہ انتہا چمن مین
کیون جا نہین سخن کی اوگا ترے دہن مین

ہوتی نہین ہے تابان فانوس شمع مین یون
روشن ہے جسم تیرا جس طرح پیرہن مین

رخ پر نہ آئیے ای جان زلف رسا کو چھوڑ دو
اچھا نہین ہے آنا اس چاند کا گہن مین

عشق رخ صنم مین چکر مین ماہ و خور ہین
درپیش ہے رہا ہے انکو سفر وطن مین

چاک قفس سے مجھکو سیر چمن بسم ہے
کیا غم جو آشیانہ میرا نہین چمن مین

چھٹتے نہین کسی دم پابند زلف جانان
گردن پھنسی ہوئی ہے کہون کی اکرسن مین

دندان و لب تمہارے گر دیکھتے تو چھپتے
لعل ختن ختن مین در عدن عدن مین

چین زلف مشکبو کی خوشبو اگر سنگھائے
نکسیر آہوون کی پہوٹے وہین ختن مین

شاگرد ہو جو باقی استاد شاعران کے
ثانی تمہارا کوئی باقی نہین دکن مین

بوسہ اوس لب کے لیا کرتا ہون
مرض دل کی دوا کرتا ہون

سجدہ کرتا ہون تمہارے آگے
اے بتو تمکو خدا کرتا ہون

جیب و دامن کے تری فرقت مین
تار سے تار جدا کرتا ہون

ہون سیہ بخت مگر سرمہ نمط
اوسکی آنکھونمین رہا کرتا ہون

آگ دیتا ہون جگر کو دل سے
حق ہمسایہ ادا کرتا ہون

تیرے رخسارۂ رنگین کی ثنا
ورق گل پہ لکھا کرتا ہون

تجھے پروا نہین پروانہ مثال	شمع کی طرح جلا کرتا ہون
طایر رنگ حنا کی مانند	بے پر و بال اڑا کرتا ہون
جادۂ عشق مین ہین اے مجنون	پانون پر پانون کہا کرتا ہون
تونے مجھکو جو بھلایا تو کیا	مین تجھے یاد کیا کرتا ہون

بہاسے کیونکر کوئی افسانۂ عشق
شعر باقی سے سنا کرتا ہون

عارض یار نہین عکس فگن پانی مین	گل شاداب کا پہولا ہی چمن پانی مین
آہ سوزان ہو اگر شعلہ فگن پانی مین	آگ کسطرح سی پیدا ہو جلن پانی مین
زلف مشکین کے تصور مین اگر روتا ہین	ڈوب جاتا ابہی صحرائے ختن پانی مین
آئی شاید کہ لب حوض مین زلفین کہولین	نظر آتا ہی مجھے چاند گہن پانی مین
پان کہا کر جو وہ منہ دہوئے کنار دریا	سنگریزے ہون ابہی لعل یمن پانی مین
مچھلیان سیکڑون مثل دل عشاق نہین	گر کہلے کاکل پرپیچ و شکن پانی مین
آتش رشک سی اغیار جلے جاتے ہین	مجھسے چھینٹے نہ لڑو شفق تن پانی مین
جوش گریہ جو یہی ہی تو فلک مثل حباب	ڈوب جائیگا بہ یک چشم زدن پانی مین
بیٹھتا ہی مرا یون شدت گریہ سے دل	جیسے بیٹھے کوئی دیوار کہن پانی مین

آبدار ایسی غزل لکھی کہ باقیؔ جو سنین
پھینکدین اپنا کلام اہل سخن پانی مین

ہے دہیان صبح ہجر کا شام وصال مین
ہو عیش بہی تو رہتا ہون رنج و ملال مین

عاشق تری کمر کے ہین باطل خیال مین
جویا ترے دہن کے رہین فکر محال مین

اوس کج ادا نے جب وہ پا ٹیڑہا دیا جواب
ہر چند سیدہی بات تہی اپنے سوال مین

خالی ہین لطف ہی کی صفت کیا بیان کرون
شوخی بہری ہوئی ہے ترے بال بال مین

کیونکر کہین نہ کان بدخشان دہن کو ہم
رنگت ہے لعل کی ترے منہ کے اوگال مین

پروانہ غش کلیم ہے شیدا - فدا چکور
کیا کیا تجلیان ہین چراغ جمال مین

عناب لب انار ہے پستان ذقن ہے سیب
کیا کیا ثمر خدا نے دیا اک نہال مین

کس شمع رو کی وصف مین ملتے ہین شعر آج
گرمی کمال ہے جو مرے بول چال مین

ہمسر محققون کے مقلد کبہی نہون
مو ہے مگر نمو نہین چینی کے بال مین

وہ گل وہ ہے نہ جسکو ستائے کبہی خزان
ہے سرو وہ جو سبز رہے خشک سال مین

کیا وقت بد مین چشم وفا شخص غیر سے
سایہ بہی ساتھہ دے نہین سکتا زوال مین

اُسوقت اوسکی ناخن پا کی ملی نظیر
جس وقت اتصال ہو بدر و ہلال مین

باقیؔ کسی یہ مست کی ہے خاک کا اثر

دم نہین مارتے وہ لب ہی مسیحائی کا
رہگیا ہوکے جو آوارہ مین ویرانے مین
باوفا قحبۂ دنیا نہین لائے دولتمند

خط بھی کہتا ہی ترا خضر پیمبر مین ہون
بولی وحشت کہ چلا چل کہ یہی رہبر بیابان ہون
تو سمجھتا ہی کہ اس زال کا شوہر مین ہون

بعد مردن یہہ کہا داغ جگر نے باقی
دیکھہ لے ساتھہ ترے کوئی نہین پر مین ہون

گریبان چاک ہی جو گل نظر آتا ہی گلشن مین
اگر لازم نہوتی عالم وحشت کو عریانی
نہوتا زلف کا سودا نہوتی یہ پریشانی
مرے رونے پہ ہنسنا اوس پری کا کیا تعجب ہے
وہ فخر آرایش محفل ہی یہہ ہے زینت عالم
ہوا ہون بحر خوبی کی جدائی مین سرشک ایسا
خودی سے اپنی خالی ہون بھرا ہون درد حرمان سے
فزون تر مجھکو زندان سے ہوا جامہ تعلق کا

ذرا سوچو تو کیا تاثیر ہی بلبل کے شیون مین
تو سر کوئی کو پتھر بھر کے لاتا اپنے دامن مین
ارے دل تو نے ڈالی ہی یہ پھانسی میرے گردن مین
نہ کیونکر برق چمکی جب جھڑی لگ جائے ساون مین
بہت ہے فرق روے یار مین اور شمع روشن مین
کہ گویا پاٹ ہے دریا کا ہر اک پاٹ دامن مین
برنگ نے بجز آہ و فغان کیا ہے مرے تن مین
گریبان طوق بہا سی رہی ہوا ہے میری گردن مین

کسیکے عشق مژگان مین ہوا ہون زار مین باقی
کھٹکتا ہون جو کانٹے کی طرح ہر چشم دشمن مین

تجھسے حسین بشر تو کہان ہین ملک نہین
آگے ترے ملیحون کے منہ پر نمک نہین

نرگس کو چشم یار سے ہو کیا مناسبت
دیدہ سے ہے دیکھنے کو مگر مردمک نہین

سودا ہے چشم یار مین لب کا ہی ہر خیال
کیا لطف وقت بادہ کشی گر گزک نہین

آئینہ وار حیرتی روے یار ہون
وہ ٹکٹکی بندھی ہو کہ لگتی پلک نہین

یکتا ہے دو جہان مین ترا حسن اے نگار
وحدت مین تیری کافر و مومن کو شک نہین

ہر ہر قدم پہ لاکھ نشیب و فراز ہین
یہ راہ عشق ہی کہین آہین سڑک نہین

کیونکر کہون مین سرو کو ہمتاے قد یار
وہ چال ہی نہین وہ کمر کی لچک نہین

عاشق جو ہی تو دیدۂ مجنون ہو دیکھلے
ہے یہ سیاہ خیمۂ لیلے فلک نہین

اے چشم زار یہ رگ ابر بہار ہے
کہتا ہو کون اسکو پلک یہ پلک نہین

باقی ہی رنج و غم سے مری ہڈیون مین جان
جب سے نظر مین اوسکا جڑاؤ پدک نہین

تو بھی سنتا ہی کہ یہ سب تجھے کیا کہتے ہین
کتنے بت کہتے ہین اور کتنی خدا کہتے ہین

حق پہ ہین نفس کو جو لوگ بلا کہتے ہین
وہ خطا کرتے ہین جو اسکو خطا کہتے ہین

شیخ جی اتنی ہی شیخی نکرو تم کہ یہ رنڈ
تمسے گمراہون کو کب راہ نما کہتے ہین

جیتے جی مر گیا جو زندۂ جاوید ہوا
وہ جو عارف ہین فنا ہی کو بقا کہتے ہین

دوستو مین نے یہ مانا کہ شریعت والے
کفر و ایمان کو برا اور بھلا کہتے ہین

(ق)

لیکن از راہِ طریقت ہی مرا سب سے سوال
جو کہ دونون سے بری ہی اوسے کیا کہتے ہین

موج دریا ہے ایں واجب و ممکن کی مثال
وہ خدا ہم مین ہے ہم اوسکو خدا کہتے ہین

پوچھنا حال ہی کیا عشق کے بیمارون کا
درد ہجران کو تری عین دوا کہتے ہین

اب کوئی دم کا ہے مہمان خبر لے کافر
تیرے بیمار کا یہ حال ہوا کہتے ہین

مین جو گھر اوسکے گیا غیر سے بولا وہ صنم
انسے پوچھو اجی کیون آئے ہین کیا کہتے ہین

تو جدھر ہوتا ہے پھرتا ہی دل اوس جانب کو
دل نہین کہتے اسے قبلہ نما کہتے ہین

گر خفا مجھسے نہین آپ خدا یونہین کرے
بات عاشق سے نہ کرنے کو حیا کہتے ہین

(ق)

نام کیا اوسکا ہی کہتے ہین جسے چین جبین
وہ جو ابرو پہ شکن ہے اوسے کیا کہتے ہین

باقیِ زار دروغ ایک زمانہ جو کہا
ہان فقط آپ جو کہتے ہین بجا کہتے ہین

مجھسے الفت کرین کیا دیدۂ قاتل دونون
پتلیان دونون ہین دشمن عدو دل دونون

یار و اغیار رہین پیش محفل دونون
ہین ہم آپ بقا [illegible] دونون

علقۂ کاکل پیچان کا مین سودائی ہون
چاہیے میرے لیے طوق و سلاسل دونون

تو وہ یکتا ہی کہ اے جان حسن یکتائی کے
بخدا کافر و مومن ہوئے قاتل دونون

ایک سی ایک زیادہ ہین جفاکاری مین
عشوہ و ناز ہین کافر سے قاتل دونون

بادہ و نقل ہے موجود مگر تیرے بغیر
کسکو خوش آتی ہین آرونق محفل دونون

مژہ برگشتہ ہوا اس چشم جفا جو سے مگر
فتنہ پردازی مین ہو جاتے ہین شامل دونون

چھوڑنا عشق کا آسان ہے نکرنا آسان
کیا قباحت ہے کہ عاشق کو ہین مشکل دونون

آشنائی مین تری ایک تو حاصل یہ ہوا
تجھسے بیگانہ ہوئے خویش و قبائل دونون

گو کم و بیش ہین رتبہ مین غنی اور فقیر
پر یہ اک وزن برابر ہین تہ گل دونون

حسن مین یار یگانہ تو مین دلسوزی مین
شمع و پروانہ کے مانند ہین کامل دونون

رہ الفت مین یہ کیا رہبر باقی ہون گے
خضر و الیاس ہین یان گم گشتہ منزل دونون

ردیف واو مہملہ

پھر چاہ ذقن دکھا رہے ہو
پھر ہمکو کوئین جھکا رہے ہو

مشکل جو کمر سے لڑا رہے ہو
کوٹھے پہ مزے اڑا رہے ہو

کیا آپ کا سر پھرا ہے واعظ
مستون کا جو سر پھرا رہے ہو

دل مین تو لگی ہے آگ اشکو
کیون پانی سے گھر بہا رہے ہو

مشکل ہی نہین خدا کا پانا
ہم خاک ہوئے ہین امتحان مین
معلوم ہے زرگری تمہاری
سنتا ہے تمہاری بلبلو کون
مجھ مست کی قبر پر کھو مے
سنبل کو بگاڑنے سے حاصل
دنیا مین عبث ہے فکر عقبےٰ
کیا قدر یگانگون کی تمکو
دم بھر تو سنو ہماری نالے

جب اپنے کو آپ پا رہے ہو
اب خاک تم آزما رہے ہو
کیون سیم تنو تپا رہے ہو
گلبانگ عبث مچا رہے ہو
کیون پھول عبث چڑھا رہے ہو
کیون زلف اپنی بنا رہے ہو
دو دن کے لیئے تو آرہے ہو
بیگانون سے دل لگا رہے ہو
کیا مطرب ہو اپنی گا رہے ہو

سنتا ہے تمہاری کون باقی
دیوانے ہو غل مچا رہے ہو

مجھکو جو بتو رلا رہے ہو
واعظ ہی تمہاری کون سنتا
دلبستون کی جان الجھ رہی ہے
کل کوچ کرینگے سب جہان سے

اولٹی گنگا بہا رہے ہو
بیفائدہ سر پھرا رہے ہو
زلف اپنی جو تم بنا رہے ہو
کیون چھاونی آپ چھا رہے ہو

واپس جانا ہے پھر عدم کو
دو دن کے لیے تم آ رہے ہو
وان کون ہی زاہد و جو ناحق
مسجد مین سر جھکا رہے ہو
واللہ خدا سے ہوکے آگاہ
اپنے مین اگر خود آ رہے ہو
وقر آپ کا کیا رہیگا باقی
بزم رندان مین جا رہے ہو

کیا قہر ہے افشان طلا کار سے ابرو
جوہر مین فزدن کیون نہو تلوار سے ابرو
گویا کہ سرہانے یہ ہے بیمار کے تلوار
یون قرب جو ہی دیدۂ بیمار سے ابرو
دونون کو کیا دائرۂ نصف برابر
خالق نے لکھا ناپ کے پرکار سے ابرو
کہتے ہین کہ تیغی مین بل اچھا نہین ہوتا
پرچین نکر و غصہ و تکرار سے ابرو
مین اپنے دل زار کو کس کس سے بچاؤن
بڑھکر ہے مژہ تیر سے تلوار سے ابرو
محراب حرم طاق کنشتی سی فزدن ہے
ہے سجدہ طلب کافر و دیندار سے ابرو
یہ حسن کی بستی مین ہے چوراہی کا ناکا
پیوستہ نہین ابروِ خمدار سے ابرو
کرتا ہی اشارون ہی مین بس کام زبان کا
ہرچند کہ واقف نہین گفتار سے ابرو
باقی کو سہ نو کا نہ دہو کا کہین ہو جائے
چڑھکر نہ دکھا کوٹھے کی دیوار سے ابرو

ردیف ہاے ہوز

چوم لون ہاو ن جو اوس عہد شکن یار کے ہاتھ
شوق سی باندہی آپ اپنے گنہگار کی ہاتھ

ہاتھ آیا نہ کبہی جیب سے گیا یار کے ہاتھ
آبروے مری گناہون کی ہے سرکار کے ہاتھ

ہوئی مقبول دعا مجسے ستم دیدہ کی
سندی ہاتھون مین لگاتی ہی بندہی یار کے ہاتھ

قید کرکے مجہے آخر کو پشیمان ہوگا
مشت پر آئینگے صیاد ستمگار کے ہاتھ

آج کل شوق ہے شمشیر زنی کی اونکو
کاش ہمپر ہی کرین صاف وہ تلوار کے ہاتھ

شیخ کی پگڑی اوتارینگے تماشا ہوگا
کبہی چڑہجائین جو رندان قدح خوار کے ہاتھ

یہ کلائی نہ یہ پنجہ ہے نہ یہ رنگت ہے
کس طرح شاخون کو مرجان کہون یار کے ہاتھ

رسم بازار محبت کی نرالی دیکہی
چور کی طرح سے کٹتے ہین خریدار کے ہاتھ

کچہہ بہی فرمائین وہ منہ سے تو مین جی اوٹہتا ہون
زندگی ہے سری وس لعل گہربار کے ہاتھ

کردیا خاطر بلبل کو شکستہ اسنے
توڑ ڈالے کوئی گلچین جفاکار کے ہاتھ

حسن وہ جنس ہے بازار جہان مین باقی
پہیلے ہین جسکے لیے مفلس و زردار کے ہاتھ

نترسا او بت ترسا دکہا آنکہہ
خدا کے واسطے ہمسے ملا آنکہہ

ہون کشتہ چین کاکل کا ملین گے
سری تربت پہ آہوے خطا آنکھہ

جسے دیکھا وہ اپنے مین نہ آیا
قیامت اوسکی چتون ہی بلا آنکھہ

پسے دل ایک گردش مین ہزارون
زمانے کے لیے ہی آسیا آنکھہ

مجھے اشکون کے چشمے نے ڈبویا
کہے گی تجھسے میرا ماجرا آنکھہ

دکھادون شیخ کعبہ تبکدہ مین
اگر دے تجھکو میری سی خدا آنکھہ

تہ و بالا مرا دم ہو رہا ہے
ذرا نیچے سے اوپر کو اوٹھا آنکھہ

بہت چربانک ہین نرگس کے دیدے
ذرا گلشن مین اونکو بھی دکھا آنکھہ

مری آنکھون پہ پردہ پڑ گیا ہے
نہ ای خوش چشم پردے مین چھپا آنکھہ

طریق معرفت اس سے ملی ہے
حقیقت مین ہے باقی رہنما آنکھہ

ردیف لام الف

لالا مجھے بھر کے دے پیالا
ہے جام بہ کف چمن مین لالا

کی زلف مین ہو تیری کی گل گوندہ
کالے کو بنا دے کوڑیالا

لازم نہین عشق کا کل ای دل
کیون سانپ بغل مین تونے پالا

لایق نہین سرو سے تناسب
وہ پست سے قد ترا ہے بالا

لاحول ترے خضاب پر ہے
اے شیخ نکر منہ اپنا کالا

لاکہون کوس آسمان سے گذرا
یاد قد مین بڑھا جو نالا

لاثانی ہے کنبل اپنا باقی
کیا پشم سے شال یا دوشالا

ردیف یاے تحتانی

کب سودا تھا مجھے کب یہ پریشانی تھی
عشق گیسو سے کہان سلسلہ جنبانی تھی

آنکھ جہپکی یہ ترے رخ کی درخشانی تھی
لاکھ پردون سے فزون تری عریانی تھی

راز عشق اپنا کسی پر نہ کہلا تا دم مرگ
دہن یار سے الفت ہمین پنہانی تھی

کعبہ و دیر مین تھے شیخ و برہمن سرکوب
ہم تھے سنگ در دلدار تہا پیشانی تھی

قید ہستی سے چھٹی جب عدم کو پہونچی
روح قالب مین مری تو سفر زندانی تھی

سرمئی چشم کی چتون نے مجھے مارا ہے
وہ نگہ کا ہیکو تھی تیغ صفاہانی تھی

یار جبتک نہ تہا شہد می تہی محفل ساقی
مے گلرنگ صراحی مین تیری پانی تھی

سرنوشت اپنی لکھی تہی سو ہوئی آخرکار
پیش آئی وہ جو تقدیر مین پیش آنی تھی

زندگی کٹتی تہی کس سختی سے قاتل کے بغیر
ہر نفس مین میرے شمشیر کی برانی تہی

ہر گہڑی روز قیامت سے فزون تہی واللہ
قصہ کوتاہ شب ہجر یہ طولانی تہی

چہدکے کانٹون سے ہوئے آبلۂ پا غربال
خاک کوچے کی ترے مین نے بہت چہانی تہی

آبروِ ابر بہاری کی گہٹا دیتا مین
اک جہڑی ابر مژہ دربہی سانی تہی

حضرت فیض کا سب فیض ہے باقی پہلے
نہ سخن گوئی تہی ایسی نہ زبان دانی تہی

صبح محشر سے فزون شام جدائی دیکہی
جو مصیبت تیری فرقت نے دکہائی دیکہی

اوس سے ہوگا نہ مقابل تو کسی صورت سے
بس بے آئینہ تیری مین نے صفائی دیکہی

تو جو ناداروں پہ کرتا ہے جفا او ظالم
جسنے کی تجہسے بہلائی سو برائی دیکہی

تو ہے یکتا نہ ملا حسن مین تیرا ثانی
اے صنم تیری قسم ساری خدائی دیکہی

ایک نے بہی خبر لی میری حالت کی ادہر
آہ کی نالے کی دونون کی رسائی دیکہی

نہ کہلا پر نہ کہلا تجہسے دہن کا عقدہ
تیری اے فکر رسا عقدہ کشائی دیکہی

نظر آیا مجہے ہر رنگ مین تیرا ہی ظہور
مین نے ہر شے مین تیری جلوہ نمائی دیکہی

عمر بہر حلقۂ کاکل مین رہے اے باقی
ہم گرفتارون نے کب شکل رہائی دیکہی

بت پرستی مین ہوا شوقِ خدادانی مجھے
کافری سے ہوگئی حاصل مسلمانی مجھے

بادہ نوشی مین نہین ملتا مزا ثانی مجھے
خطِ جامِ مے ہے ساقی خطِ پیشانی مجھے

فرقتِ جانان کی ہے منظور مہمانی مجھے
کرنی ہو اکدم دلِ بریان کی بریانی مجھے

خواب مین دیکھا دمِ شب مین نے زلفِ یار کو
اوسکی یہہ تعبیر ہے ہوگی پریشانی مجھے

عشق کے ہاتھون ہوا ہون آپ ہی ایسا ضعیف
نقشِ پاے مور ہے ملکِ سلیمانی مجھے

غیر کو آنے نہ دیتا آپ ہی رہتا مدام
کاش ملجاتی درِ جانان کی دربانی مجھے

دیکھہ سکتا کون ہے تجھکو برنگِ آفتاب
ہے فزون سو پیرہن سے میری عریانی مجھے

جسکے آگے روزِ محشر بھی بہت کوتاہ ہے
وہ شبِ فرقت نظر آتی ہے طولانی مجھے

منہ تو دیکھو روبرو ہونے چلا ہے یار کے
آئنے کی سادہ لوحی پر ہے حیرانی مجھے

دیکھکر ماہِ منور کو شبِ مہتاب مین
یاد آتا ہے کسیکا روے نورانی مجھے

کیا کرون ہوش و خرد کو عشق سے ہے کاروبار
کسبِ دانائی نظر آتی ہے نادانی مجھے

گوندھنا اور کھولنا اوس زلف کا آتا ہے یاد
باعثِ جمعیتِ دل ہے پریشانی مجھے

ماہ رو مین نے کہا اونکو تو جھنجھلا کر کہا
کب ملا ہے صورتِ مہ داغِ پیشانی مجھے

ایک دن سب چھوڑ کر جانا ہے یان سے اس لیے
خوش نہین آتا ہے باقی عالمِ فانی مجھے

خلوت ہے وقت شب ہے آ تو نہین ہے کوئی
کافر پہر ایسا ملتا قابو نہین ہے کوئی

بلبل کیطرح تجہپر عالم فریفتہ ہے
باغ جہان مین تجہسا گلرو نہین ہے کوئی

ڈہونڈہے ہے ایک تل بہی ملتا نہین ہے رخ پر
بستی یہ وہ ہے جسمین ہندو نہین ہے کوئی

چتون مین تیری کیا کیا فتنے بہرے ہوئے ہین
یان سامری کا چلتا جادو نہین ہے کوئی

کیون مجہپر آ شکر لب یون دانت پیستے ہو
کہا جاؤگے کسیکو للہ نہین ہے کوئی

بیمار عشق کو ہو صحت یہ کب ہے ممکن
ایسا طبیب ایسی دارو نہین ہے کوئی

تمسا نہین ہے یکتا خوبی مین کوئی دلبر
مجہسا بہی عاشقی مین یکسو نہین ہے کوئی

کاکل ہلاکے ہردم کسکو دکہاتے ہو
اس دام مین پہسیگا الّو نہین ہے کوئی

باقی وہ سلک گوہر گردن مین ہین جو پہنے
شاید ہمارا انمین آنسو نہین ہے کوئی

آئینہ داری کی خدمت کیجیے
روبرو رہنے کی صورت کیجیے

بوسہ ہونٹون کا عنایت کیجیے
رشک سے شکر کو شربت کیجیے

آئنہ ٹکڑے نہ حضرت کیجیے
چار آنکہون کی مروت کیجیے

اپنی کشتی کی زیارت کیجیے
شمع رخ کو شمع تربت کیجیے

لکہیے پہر آئینہ رو کو اپنے خط
پہلے مشق خط حیرت کیجیے

روح ہوتی ہے ادھر تن سے وداع
وہ ادھر کہتے ہین رخصت کیجیے

دیجیے مجھکو جلا کر سوز غم
ہو سکے جتنی شرارت کیجیے

عشق بازون کا یہی ایمان ہے
حسن کی منکر پہ لعنت کیجیے

آپ کی فرقت مین ہے سنسان گھر
آئیے دوزخ کو جنت کیجیے

اوسنے نامہ مین لکھا خط غبار
کس طرح رفع کدورت کیجیے

خاک مین قارون کو دولت لے گئی
خاک کیا اب جمع دولت کیجیے

نام حاتم کا ہے باقی آج تک
گر فراغت ہو سخاوت کیجیے

لاکھ ہم سوازدون کی رشتۂ جان توڑیے
پر نہ تار حلقۂ گیسوے پیچان توڑیے

اعتبار عالم فانی نہین اصلا واللہ
قبر کی تعمیر کیجیے قصر و ایوان توڑیے

بوسہ لیجیے دہان تنگ جانان سے کبھی
دل مین ہے اکروز مہر گنج پنہان توڑیے

شانے کو اوس زلف سی کیجیے کسی صورت جدا
مار زہر آلود کی افسوس سے دندان توڑیے

ابرو و مژگان کا ہون مشتاق اس تقصیر پر
دل مین خنجر ماریے سینے مین پیکان توڑیے

جوش سودا جنون ہے دل مین آتا ہے یہی
سر کو ٹکرا کے ابھی دیوار زندان توڑیے

خاطر بلبل ہزارون ہو نہ اس سے شکست
ہرگز اے گلچین نہ گلہاے گلستان توڑیے

کہینچتا ہے بطرح آغوش مین وس شوخ کو
توڑیے بند قباے تنگ جانان توڑیے

موسم گل ہی کہان کا صوم اورکسکی صلات
شیخ جی پیمانہ پیچے عہد و پیمان توڑیے

یاد ہین تمکو تو صاحب دلبری کے توڑ جوڑ
جوڑیے اعدا سے دلہاے محبان توڑیے

ہی ٹپکتا رنگ پہولون کا مرے اشعار سے
رشتہ شیرازہ اوراق دیوان توڑیے

نزع تک بہی اوسکی بیپروائیان باقی رہین
جب کہا دم توڑتا ہون مین کہا ہان توڑیے

وہ لب ہی علاج دل بیمار کرینگے
ہم شربت عناب سے انکار کرینگے

ہرگز نہ تری طرح سے انکار کرینگے
کردینگے وفا ہم کچہہ اقرار کرینگے

گر ترک مسلمانی کرائینگے برہمن
ہم رشتہ تسبیح کو زنار کرینگے

جب کچہہ بہی نہ تدبیر بن آئیگی تو ناچار
اے وحشت دل ہم تجہے مختار کرینگے

ترک مے و معشوق بہت کرتے ہین زاہد
رندان کو فضیحت سر بازار کرینگے

یون باتین بنانے کو بنا لیتے ہین شاعر
پر کیا دہن یار مین گفتار کرینگے

کیا خوف تجہے روز قیامت سے ہے باقی
تائید تری حیدر کرار کرینگے

شوکر کی بہی تو ٹہہرے آیا ر چلتے چلتے
فتنہ کو حشر کے کر بیدار چلتے چلتے

کیا سیر دیدنی ہی ستون مین میکدے کے
گرتے ہین کس مزے سے مینخوار چلتے چلتے

اوس رخ سی رفتہ رفتہ کاکل کا دہیان آیا
ہم ملک چین سے پہونچے تاتار چلتے چلتے

اس دم کا کیا بہروسا آخر اسے فنا ہے
ہو جایگی گہڑی بند اکبار چلتے چلتے

مژگان کا ذکر آیا ابرو کے عاشقون مین
خنجر پہ پہونچی نوبت تلوار چلتے چلتے

کچھ مجہہ مین تجہہ مین ضد رہی ایسی ہوئی کہ قاصد
خط سے لیکے ہو گئے ہین ہزار چلتے چلتے

بندہ تو آپ کے گہر سو بار آ چکا ہے
میرے بہی گہر تو چلیے اکبار چلتے چلتے

اک شے پسند خاطر اپنے تو یان نہ آئی
باقی جہان کا دیکہا بازار چلتے چلتے

آہ شرر سری شرر افگن ہوا پہ ہے
شعلہ کہان یہ برق کا روشن ہوا پہ ہے

ایک ایک دہجی اوڑتی ہی ایک ایک سمت کو
دست جنون سے اپنے یہ دامن ہوا پہ ہے

ہی کون لے بہار شفق باغبان ترا
پہولا یہ کسکے واسطے گلشن ہوا پہ ہے

باغ جہان مین رنگ تعلق نہین سبہے
مانند بوے گل مرا مسکن ہوا پہ ہے

کہتے ہین باد پا جو اوسے ہے بہت بجا
چالاکیون سے یار کا توسن ہوا پہ ہے

اوٹہا دہوان ہی آہ جگر سوز کا صرصر
دیکہو بہار سنبل و سوسن ہوا پہ ہے

نالان ہین تجہسے عالم بالا کے لوگ بہی
آواز رعد کی نہین شیون ہوا پہ ہے

بادل ہی اپنے دیدۂ حق بین مین کوہ طور — تجلی نہین ہے شعلہ امین ہوا پہ ہے
تودے نہین ہین گرد کے یہ گردباد مین — سر گشتگون کی خاک قدم زن ہوا پہ ہے

آمد شد نفس پہ ہے موقوف زندگی
باقی حباب وار مرا تن ہوا پہ ہے

عشق ابرو ہے مجھکو مدت سے — کام کیا ماہ نو کی رویت سے
شور سینہ زنی ہے فرقت سے — بے خبر ہون نشان نوبت سے
ان لبون کی حضور حسرت سے — قند پانی ہوا ہے شربت سے
دیکھا مشکل سے اوسکا تنگ دہن — یہ دقیقہ کھلا ہے دقت سے
خط پہلو ہے نردبان اے ضعف — دم بھی چڑھتا ہے کس مشقت سے
اے دل آئینہ دار بن اوسکا — روبرو ہو اسی ہی صورت سے
ناکسون کو نہین کسون سے فیض — خار گل ہو نہ گل کی صحبت سے
ناوک آہ مین اگر پیکون — پار ہو آسمان کی چھت سے
رنگ رخسار یار کے آگے — گل ہوا ہے گلاب غیرت سے
قبل ان اللہ ذو ولد — کیا بچے کوئی طعن خلقت سے
ناصحون نے عبث پھرایا سر — کیا ہوا پند یا نصیحت سے

ذوق ہستی نے دی یہان تکلیف
تہے عدم مین بڑی فراغت سے

فعل بد چہوڑا سبہین ذلت سے
حرف گرتے ہین دیکہو علت سے

کٹتی ہین لف و رخ کی فرقت مین
راتین محنت سے دن مصیبت سے

ہے کرشمہ سے بڑہکے فتنۂ چشم
شعبدہ کم نہین کرامت سے

اوسنے لکہا ہے خط مین خط غبار
دل مکدر ہے گرد کلفت سے

گر ہرن دیکہین اوسکی چتون کو
چوکڑی بہول جائین وحشت سے

آئینہ رو کو اپنے اے باقی
خط بہی لکہتا تو خط حیرت سے

بدلی ہمارے نالے کو سنکر دہل گئی
بجلی شرار آہ کی حسرت سے جل گئی

ابرو سے نوک سرمہ جو باہر نکل گئی
تیغ اجل نیام سے قاتل اوگل گئی

آکر بلائے حشر مرے سر سے ٹل گئی
پر شام ہجر کی نہ ابہی ایک پل گئی

بدلا جو گہر کسی نے نہ پہچانا پہر اوسے
تیرے مریض غم کی یہ صورت بدل گئی

اے باغبان نکر زر گل پہ بہت غرور
دو دن کی ہے بہار جو آج آئی کل گئی

ہون نسل لف و رخ کا عشق مین ان صبح و شام
دن کاٹنا محال ہے گر رات ٹل گئی

دعویٰ تجہے ہے گردش چشم پری کے ساتھ
کیون چرخ تیری وجہی پیالی اوبل گئی

آئے تمہیں نہ آئی قضا میری رات کو
نکلے نہ گھر سے تم نہ مری جان نکل گئی

جو دیگ شوق تھی سطح عالم مین اے فلک
ان روز دن بس انہین کی تو ہی دال گل گئی

ان جگنی صعود تون سے ہو گیا شمع چرب گو
جنکی صفای رخ پہ نظر بھی پھسل گئی

گل کا پتا نظر نہین آتا ہزار حیف
کیسی ہوا الٰہی گلستان مین چل گئی

ہر وقت نزع سے بھی فزون وز انتظار
دن ڈھل گیا تو بسمل کی گردن بھی ڈھل گئی

محفل مین فتنہ ہونے لگا ہر طرف بپا
عطر آکے وہ پری جو لباسون مین مل گئی

اے چشم یار آہو مردم ربا ہے تو
چتون تیری چھلاوے کی مانند چھل گئی

اب تنگ کرون سے عہد جوانی کے فائدہ
وہ دن گئے وہ بات گئی وہ چہل گئی

رفتار آہ بے سروپا کی غضب ہے گرم
بجلی کی طرح پانون کے بل سر کے بل گئی

سر ہی کے بل چلین گے رہِ شوق یار مین
طاقت تمام اگر تیری آپا سے شل گئی

دیکھا تو بام پر نظر آیا وہ ماہ رو
اے مردمو نظر مری کیسا بہل گئی

دیکھو رخ و ذقن قدر رعنا ے یار پہ
کس طرح شاخ سرو چمن پھول پھل گئی

رویا تو دل لگی کے لیے شغلہ ہوا
نالے کبھی کیے تو طبیعت بہل گئی

فیضان فیض سے ہوئی باقی دکن کی قدر
جب لکھنؤ کو لکھ کے ہماری غزل گئی

نہیں خالی کسی اعلی کی اب سرکار اسفل سے
سدا الٹی ہی دیکھا سانپ ہم نے نخل صندل سے

رکیگا کام میں کب تک مری چوپٹ چہل بل سے
بہت میں آجکل بیکل ہوں تنگ ہی وزکی کل سے

بہار گل سے کیا مطلب ہے مشتاق شہادت ہوں
سپر کے پہول سے ہے کام یا شمشیر کے پہل سے

گرا تہا دل مرا چاہ زنخداں میں تیرے لیکن
رسن ہاتہ آگئی اوس زلف کی تقدیر کے بل سے

وہ میکش ہوں چڑہا جاتا ہوں خم نیم جرعہ میں
کہاں تسکین ہو سیری اپنی ساقی ایک بوتل سے

عذاب رنج فرقت سے عذاب اوسکا فزوں کیا ہے
کہ ہے روز قیامت کم شب ہجران کی اک پل سے

تمہارے حسن کا افسانہ گر مشہور عالم ہو
چہپے وامق سے عذرا تم ہیں سے لیلی دمن نل سے

گرا یا خواب میں اونکا تکیہ اوس پر ہی دکا
تو میں نے سر اٹھایا چونک کر قالین مخمل سے

ہے میری گلستاں کیطرح تیرا کتابی رخ
تو پہر کیوں خط تیرا افضل ہو شرح شیخ افضل سے

ٹہہرے سپہر ہی تلے جب مقابل آگئی بجلی
سپر آنسو ہی نکلی چہری جب آب دل سے

شتر وحشی ترے آگے پاؤں انکا نہیں سکتے
ہرن شب کو ہی بہر کر نکلجاتی ہیں جنگل سے

عدو [illegible] ہمت میں
ہیں چہپ قان خنجر تر آنکہیں [illegible] کاکل سے

[illegible]
یہاں لالہ کا تختہ کیونکر آیا اوسکے مقتل سے

تری [illegible]
نظر آتے ہیں شاید ایک سو چشم احول سے

گئے ہمراہ ایام جوانی سب مزے باقی

ہین وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ چرچے نہ وہ جلسے

یہ کس آشوبِ جان کی رہگذر ہے
کہ ہر نقشِ قدم اک چشمِ تر ہے

ہمارا حال اب نوعِ دگر ہے
ارے ظالم تجھے کچھ بھی خبر ہے

مجھے اشکون سے رسوائی کا ڈر ہے
مثل ہے گھر کے بھیدی سے خطر ہے

[illegible] کیون جلنے سے ہو جاؤن مین [illegible]
کہ آج اوس بت کے آنے کی خبر ہے

حباب آسا ہے اپنا دم لبون پر
کوئی دم مین ادھر یا ادھر ہے

[illegible] قشقہ ہے صندل کا جبین پر
یہان حسرت کی [illegible] سر ہے

جگر لوکر رہی ہے تیغ زخمی
نہیں معلوم یہ کس کی نظر ہے

جناب میر کا پیرو ہون باقی
مرے شعر و سخن مین کیا اثر ہے

جوشِ گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے
شہر طائی دیدۂ تر ابر سے کیا بدلی ہے

جا ترحم کی ہے جا اتنو عیادت کرلیے
تیرے بیمار نے سنتا ہون کہ جا بدلی ہے

عشقِ گیسو کا ہو نہیں انجام بخیر
اپنے سر [illegible] تو نے بلا بدلی ہے

[illegible] وان نکلی یہان جان ہی نکلی اپنی
[illegible] نہیں بدلی قفس [illegible] بدلی ہے

[illegible] گلگون بھی گلشن ہی ہو تب ہے کچھ لطف
[illegible] بدلی ہے

نقد دل لیکے بدلتا ہے وہ ہو گیا تدبیر
میری تقدیر ہی لے یار خدا بدلی ہے

اوس جفا کار سے تب کی ہے محبت مین نے
پہلے سو مرتبہ جب شرط وفا بدلی ہے

گالیان تیے نہین دیتے ہین مجھسے وہ لب
ہو شفا دل کو مبارک کہ دوا بدلی ہے

قہر پر قہر ہے بھولے ہین اودہر کچھ تیور
اور ادہر چشم فسون ساز حیا بدلی ہے

دور گردون ہے نئے انداز سے لازم اسوقت
کیا گھٹا چھائی ہے کیا اب ہے کیا بدلی ہے

ایک گل مین بھی نہین بوے وفا لے باقی
ان دنون گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

کیا زبون حال دل رنجور ہے
داغ دل مین داغ مین ناسور ہے

دار بست تاک سے ہے سینہ مرا
دل کا چھالا دانہ انگور ہے

عشق کا رستہ کٹیگا کس طرح
تھک گئے ہین پانون دل دور ہے

واسطے زخم دل محرور کے
سرد مہری مرہم کافور ہے

سرمہ دلواتے ہین سیر ہاتھ سے
قدر مردم مین میری منظور ہے

جب سے رہتا ہے خیال روے یار
خانہ دل نور سے معمور ہے

گر سواد زلف سے شام ہرات
صاف گردن صبح نیشاپور ہے

آئینہ کا منہ تو دیکھو بزم مین
روبرو ہو اوسکی کیا مقدور ہے

مست اک مطرب پسر نے کردیا / کاسۂ مے کاسۂ طنبور ہے

باعث جوہر ہوا یہہ امتیاز / ورنہ جو پتھر ہے سو بلور ہے

ہندوالون سے نکر باقی غرور
تو ابھی نادان ہے دہلی دور ہے

کھینچتے ہین مرا اوس دشت مین دامان کانٹے / ہین جہان بادیۂ جنون تا بہ گریبان کانٹے

خط نہ کیونکر یہہ تمہارے رخ گلرنگ کے گرد / باغبان بوتے ہین اطراف گلستان کانٹے

آبلون کو مرے تلوون کے نہین بس چبھتے / فی المثل ہون جو کئی لاکھ بیابان کانٹے

جوش سودا ہے مجھے نشتر فصاد ہین یہہ / درد وحشت کے لیے ہوگئے درمان کانٹے

تیری ابرو بھی گڑوتی ہے جگر مین ناخن / کیا چبھوتی ہے فقط دل ہی مین مژگان کانٹے

تاسحر نیند کسے آتی ہے اوس گل کے بغیر / میرے بستر پہ بچھے ہین شب ہجران کانٹے

اوسکے مژگان کا تصور نکرے دل زنہار / کیون تو بوتا ہے اپنے لیے نادان کانٹے

کبھی صحرا مین جو بھولے سے نکلجاتا ہون / پاخراشی کا مرے کرتے ہین سامان کانٹے

اے دل تشنہ جو جاناتو سمجھکر جانا / خط نہین ہین یہہ لب چاہ زنخدان کانٹے

فیض سے اونکے قدم کے ہے گلستان مین بہار / ہین لگے گل کی طرح سرخ نمایان کانٹے

تیرے تلوون کے ہین گلشن مین اگر گل کی طرح / میرے چھالون کے ہین صحرا مین ثناخوان کانٹے

پانون مین چبہتی نہین نجد مین لیلےؔ کی قسم
خوب معلوم ہی پانؤن کی حقیقت اونکو
سر پہ مجنون کے کیا کرتے ہین احسان کانٹے
ہوگئے ہین مرے چہالون کے زبان دان کانٹے

پانون رکہنے سے مین اصلا نہین ڈرتا باقی
سخت جانی سے مری ہوگئے حیران کانٹے

یار تیرا ہی رہے غم باقی
یاس کی جا ہے تیری دوزخ مین
یاد کاکل کی ہی ایسی دل سے
دیکہہ لے پیر اجل ہے نزدیک
یک بہ یک خط نکل آیا نہ رہا

دم مین جبتک ہے میرے دم باقی
جام باقی ہے نہ ہے جم باقی
سانپ کاٹے تو رہے سم باقی
ہوش رکہہ دن ہی بہت کم باقی
یار کے حسن کا عالم باقی

یادگاری کو ہے باقی نامہ
لاکہہ باقی نہ رہین ہم باقی

جلوۂ خلاق اکبر دیکہیے
پہر ہے میرے قتل کو ترچہی نظر
خاک کو میری بگولے اوڑا
ماہ نو جہکتا ہی مجرے کے لیئے

کیا بتون کا حسن تہہ کر دیکہیے
دیکہیے اے بندہ پرور دیکہیے
بعد مردن بہی ہے چکر دیکہیے
مہربان نیچے سے اوپر دیکہیے

تیرِ مژگاں سے بہت کیجئے شکار
تیغِ ابرو کے بھی جوہر دیکھیے

کیا لب و لہجہ ہے کیا تقریر ہے
کیا زباں چلتی ہے فرفر دیکھیے

غیب دانی ہو تو کچھ معلوم ہو
وہ دہن پنہاں ہے کیونکر دیکھیے

اور بھی دشنام سنئے چھیڑ کر
لذتِ قندِ مکرر دیکھیے

خاک پتھر ہی خدا کا نام ہے
دیر و کعبہ کے بھی اندر دیکھیے

سرو بالا ہے کہ قدِ یار ہے
رکھ کے دونوں کو برابر دیکھیے

آرزو دل میں نہ رکھیے قتل کی
دل میں جو کچھ آئے وہ کر دیکھیے

عود دیکھے ہو اگر مشکِ ختن
باقی گیسوئے معنبر دیکھیے

کیا کہوں کیا حصولِ ہستی ہے
روح قیدِ بلا میں پستی ہے

زرد روئی سے زعفراں ہوں میں
خلق ہستی پہ میرے ہنستی ہے

نہیں جس دل میں داغِ عشقِ بتاں
بخدا بے چراغ بستی ہے

جھکتے ہیں جو نجیب ہوتے ہیں
سچ ہے تیغِ اصیل کستی ہے

یاد اوس کاکلِ پریشاں کی
رات بھر بنکے سانپ ڈستی ہے

مست و مجذوب میں نہیں کچھ فرق
مے پرستی خدا پرستی ہے

ایک بوتل تولے کے آساقی
جان میخواروں کی ترستی ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہے گلشن مین
دھیمی دھیمی گھٹا برستی ہے
دود دل سے ہے وسیاہ فلک
آہ گردون کا ننہ جہلستی ہے

نیستی کا مزا نہین ملتا
باقی جبتلک کہ اپنی ہستی ہے

وہ بت ہے درخور می بانہ ہے
ہراک کام اپنا خدا ساز ہے
نہین کوئی فرقت مین اپنا رفیق
مگر ایک نالہ تو دمساز ہے
سُنے میرے نالے نہ پوچہے کبہی
کہ یہہ کون ہے کسکی آواز ہے
نگاہون مین کرتے ہو جادوگری
تیری چشم فتّان فسون ساز ہے
زبان منہہ مین جلتی ہے مانند شمع
کہون کس طرح عشق کا راز ہے
مین مجبور الفت وہ مغرور حسن
ادہر ہے نیاز اور ادہر ناز ہے
اذیت ہی پائی خدا کی قسم
بتون کا مجہے عشق ناساز ہے
وہ مردم سے کرتے ہین چشمک زنی
یہہ سب دل چرانے کا انداز ہے
صدا قم کی آتی ہے پازیب سے
مسیحا کا ٹہوکر مین اعجاز ہے
وہ بوٹا سا قد ہے ترا دلپذیر
خجل جس سے سرو سرافراز ہے

جفا کرکے دل کو نہ ہے سر دکھا
کہ باقی ترا ایک جان باٹے ہے

سب سمجھتے اور ہین حالت ہماری اور ہے
اور بیماری ہے کچھ بیمار داری اور ہے

عالم ہستی مین کیا دم لے بشر اے ہمدمو
آگیا رہرو کو منزل است باری اور ہے

دیکھین کیا صورت ہو اظہار صفا مین پیش یار
آج آئینہ کی پھر کچھ روبکاری اور ہے

زخم ظاہر پہ لگا مرہم تو اس سے فائدہ
پہلوے دل مین نہان اک زخم کاری اور ہے

تیر متعاقب چلی آتی ہے گلشن مین خزان
دو ہی دن مین رنگ ابر بہاری اور ہے

ہو نیا کی گر نہین اچھی تو جانے دو نہ لو
مین نے چکھی ہے شراب آگل اتاری اور ہے

اک غزل انداز پر ناسخ کے اے باقی لکھو
قافیہ اچھے ہین گر مرضی تمہاری اور ہے

شکل حور اور ہے صورت تمہاری اور ہے
شان نسبت دون کہ نوری اور ناری اور ہے

پھوٹی نکسیر اس سے اور اوس سے معطر ہو دماغ
عنبر ناف اور ہے مشک تتاری اور ہے

بزم مین اسکی جگہ ہے دل مین ہے اوسکی جگہ
پنجہ شاخ اور ہے دست نگاری اور ہے

اوسمین کچھ سیاہی ہے یہ ہے یکسر سفید
چشم بادام اور ہے چشم خماری اور ہے

آب دریا اسمین ہے اور اسمین ہے خوناب دل
بارش ابر اور میری اشکباری اور ہے

کوہکن نے سل پہ لکھی دلربا مین شکل یار
اوسکی صنعت اور میری دستکاری اور ہے

دیکھنے کی ہے فقط وہ یہ اپنے ہاتھہ مین
کہکشان اور اوسکی دامن کی کناری اور ہے

مہر سے ذرہ ہوا اے باقی مقابل کس طرح
شاعری ہے اور ناسخ کی تمہاری اور ہے

ہم شمع رخون کا کبھی شکوا نہین کرتے
پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے

کیون آئینہ دل کو مصفا نہین کرتے
کیون یار کو اپنے ہی ہما مین دیکھا نہین کرتے

خاطر فلکی اہل وفا کی نہین اچھی
وہ ہمکو برا کہتے ہین اچھا نہین کرتے

دنیا ہی کی تشویش مین رہتا ہے شب و روز
انسان کو کچھہ اسواسطے پیدا نہین کرتے

قربان تو مین ہونے کے لئے بیس کھڑا ہون
کیون تیر کا آپ اپنے نشانا نہین کرتے

بھرتا ہے کوئی نالہ تو کرتا ہے کوئی آہ
عاشق غم معشوق مین کیا کیا نہین کرتے

اک نور کا بکا ہے ترا حسن جہان سوز
موسی ترے دیدار کا دعوا نہین کرتے

طاق خم ابروے صنم پیش نظر ہے
ہم سے کعبہ مین بہی سجدا نہین کرتے

ہر چند کہ جاتے ہین بہت دور یہ نالے
فریاد کہ کچھہ کام ہمارا نہین کرتے

ہر روز تو مجھسے کو مین جاتا ہون وہ لیکن
تو کون ہے یہ کبھی بہی پوچھا نہین کرتے

باقی ہوا اے جان تمہارے لئے فانی

یاد اسکی کبھی کرتے ہو تم یا نہین کرتے

نزاکت سے جو تیور اوس بت مغرور کے بدلے
کئی رنگ ایکدم مین اس دل رنجور کے بدلے

صنم کا نور دیکھا ہے خدا کے نور کے بدلے
ہوا ہے داغ دل روشن چراغ طور کے بدلے

جو دیکھین گے ترے حسن جہان آرا کو محشر مین
بہشتی لوگ مانگین گے تجہی کو حور کے بدلے

انا المحبوب ہو جائے انا الحق ورد لب ہر دم
چڑھائین دار پر مجھکو اگر منصور کے بدلے

بجائے بو لئے گردار بست تاک سینے کو
دل پر آبلہ ہے خوشۂ انگور کے بدلے

لب لعل شکر خا مین بھرا ہے شہد جنت کا
بلاق یار ہے شان خدا زنبور کے بدلے

رخ و کاکل پہ مرتا ہون مری تکفین کو یارو
گلاب و مشک لانا سدر و کافور کے بدلے

لب شیرین نگاہون مین ہے اک تنگ شکر گویا
ہجوم خط ہے گردا گرد فوج مور کے بدلے

ہوئے پینے سے مطلب کچھ تکلف کی نہین خواہش
سفالین جام ہو دے ساغر بلور کے بدلے

گرانجانی جو ہی باقی تبان دہر کے غم مین
بغل مین ایک سل ہے اس دل رنجور کے بدلے

مخمس بر غزل ظفر شاہ

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو
ہم کبھی چھٹنے کے بدنام نہین تم جانو

کہہ چکے ہم یہ کچھ الزام نہین تم جانو
جاؤ دس بن اگر آرام نہین تم جانو

حضرت دل ہین کچھ کام نہین تم جانو

دیدۂ دل میں تمہارے نہیں غیرت کا گذر — آنکھیں دم سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر
ہے کوچہ بانکی سی مطلب نہیں کچھ غم ہے مگر — چڑھتے نظروں میں ہو الگ جائے کسیکی نہ نظر

بیٹھنا خوب لب بام نہیں تم جانو

لیکے آئے تو ہو پیغام مسرت سے کہو ن — کشش دل کے سبب دائرۂ فکر میں ہون
رشناسی نہیں کچھ انکو لکھون کیا مضمون — قاصد دین نکرون منع نہ تمکو بھیجون

مجھے اوس سے خط و پیغام نہیں تم جانو

تم بتاؤ یہ کہ لے جان ہی تمہیں کیا منظور — صاف کہدو کہ ہے منظور نہیں یا منظور
او جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہے دینا منظور — دل تو موجود ہے کرتا ہی جو سودا منظور

گرہ زلف میں گر دام نہیں تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم پہ جناب عالی — ہم تو عاشق ہین ہمارا نہیں کوئی والی
بدزبانی سے نہیں بات تمہاری خالی — طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دینگے گالی

بات تو قابل دشنام نہیں تم جانو

قہر ہے عاشق جانباز سے کہنا ساقی — ہی غضب شوخی آواز سے کہنا ساقی
بولتا ہی بڑی انداز سے کہنا ساقی — قتل کرتا ہے تیر اناز سے کہنا ساقی

کوئی پیتے ہو تو لو جام نہیں تم جانو

مال لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان — باقی رہنے کا نہیں مذہب دین و ایمان
سوچ لو رشتۂ زنار میں پھنستے ہو کہان — تم مسلمان ہو ظفر خوب نہیں عشق بتان

اور اگر یہ ہے تو اسلام نہیں تم جانو

سلام باقی

مجرائی بیان شہ کے ہے خونین کفنی کا
عالم مین ہے شہرا مری رنگین سخنی کا

اشک اپنے کہین سرخ ہین یا دشہد امین
پھیکا ہے بہت رنگ عقیق یمنی کا

شہ کہتے تھے مین صف شکنی سے نہین ڈرتا
بازو مین مرے زور ہے خیبر شکنی کا

زہرا کا کلیجہ ہون دل شیر خدا ہون
سید ہون نواسا ہون رسول مدنی کا

سر کٹ کے فرشتون کے بھی گر پڑتے جو ہوتے
کیا وصف لکھون شاہ کی مین تیغ زنی کا

کنگن کے عوض باندھی تھی ہاتھون مین رسن حیف
کیا حال بنایا تھا صد افسوس ہنی کا

بے گور و کفن مردے تھے لب تشنہ تھی زندے
کیا ذکر کرون ہائے غریب الوطنی کا

اکبر کو جو دیکھا وہین چلا اوٹھے گفتار
ہو لیس ابھی عزم ہو ناوک فگنی کا

باقی یہ سلام اچھا جگر دوز لکھا ہے
عالم مرے خامے مین ہی بھالے کی انی کا

مجرائی تن ہے جو سر شاہ ہدا کا اوترا
بیٹتا سر کو فلک پر سے مسیحا اوترا

شاہ کا سر نعین نیزے پہ چڑھا دیندار و
مہر محشر ہے سوا نیزے پہ گویا اوترا

کیا محبت تھی کہ شکّر نے کو منہ سے تھا نا
تیغ سے جبکہ علمدار کا شانا اوترا

حوری دینی او سے حوران جنان تھین موجود
علی اصغر کے لئے عرش سے جھولا اوترا

آب خنجر کے سوا اور نہ کافر نے دیا
حلق مین شہ کے نہ اک پانی کا قطرا اوترا

واہ کیا خوب ہی کی شامیون نے مہمانی
آگے گھر مین جو پیمبر کا نواسا اوترا

صبر اسے کہتے ہین برباد ہوا سب کنبہ
پر نہ سلطان امم کا کبھی چہرا اوترا

ق

ہوئی قاسم کی شہادت تو پکار اوٹھی خلق
ہائے رے کل ہی تو گشت کا دولھا اوترا

ایک ہی شب مین خدا نے کیا جوڑی کو جدا
پہنا رنڈ سالہ دولھن نے تو وہ جوڑا اوترا

شہ نے جب عزم کیا تیغ زنی کا اوسدم
ہاتھ کو تھامنے ہر ایک فرشتا اوترا

اونکی تعریف مین کس سے کرون اے باقی
شان مین جنکے ہو قرآن خدا کا اوترا

تشنہ لب جبکہ نواسا مصطفے کا ہو گیا
مچ گئی پھر شور اس حسرت سے دریا ہو گیا

سو سنو جب خشک لب حیدر کا گنجا ہو گیا
پانی پانی غم سے زہرا کا کلیجا ہو گیا

بھائی کی صورت نہ دیکھی زینب مغموم نے
پردۂ بے پردگی آنکھون کا پردا ہو گیا

جان زہرا کا ہوا زیر زمین جسدم نہان
چھپ گیا خورشید دنیا مین اندھیرا ہو گیا

اے فلک خون شہیدان ہی نہین رنگ شفق
جو ستم تو نے کیا پنہان سو پیدا ہو گیا

کیا گری ایذا اوٹھائی قید مین سجاد نے
حلقۂ زنجیر بھی ماتم کا حلقا ہو گیا

اسکے ماتم مین کیا تو نے یہ جامہ نیلگون
کیون فلک تیری قبا کا رنگ نیلا ہو گیا

پانون مین زنجیر جب سجاد کے ڈالی گئی
غل اوٹھا ایسا کہ رن مین حشر برپا ہو گیا

کیا لکھون خانہ خرابی خاندان شاہ کی
زندہ بے گھر ہو گیا بے گور مردا ہو گیا

گھر لٹا خیمے جلے شوہر گیا بیٹے گئے
قید خانے مین پڑی بانو پہ کیا کیا ہو گیا

ایک یوسف کی طرح سجاد زندان مین رہا
خلد کو سب قافلہ باقی روانا ہو گیا

جو نہی جب نوحہ گر وقت بیان کرنے لگا
تب عزادارونکے ماتم سے جہان بھرنے لگا

نامہ صغرا جو آیا بھائی کی لینے خبر
دیکھکر سجاد کا طوق گران رونے لگا

بے زبانی سے وہ بے آبی کا کیا کرتا بیان
ہائے رے اصغر کی جب سوکھی زبان رونے لگا

روح بھی خیر النسا کی روتی تھی زیر زمین
جب حسین ابن علی کا جان جان رونے لگا

عالم رویا مین اشک افشان رسول اللہ تھے
باغیون سے باغ لوٹا باغبان رونے لگا

بارش ابر سیہ سمجھو نہ اسکو مومنو
ماتم شاہ امم مین آسمان رونے لگا

تشنہ کر کے تھے سب اہل حرم تھی زار زار
ایک یوسف خوش تھا باقی کاروان رونے لگا

مجرائی کوئی غم نہین اس غم سے زیادہ
ماتم نہین دنیا مین محرم سے زیادہ

خون برسا کئی روز تک افلاک سے شاید
افلاک بھی روئے بنی آدم سے زیادہ

ملعون سے بیعت کہو کس طور یہ کرتے
یہ بات تھی شبیر کے لیے سم سے زیادہ

جب کاٹ کے سر شاہ کا نیزے پہ چڑھایا
اور گیسو بھی برہم ہوئے پرچم سے زیادہ

خورشید قیامت ہوا اک نیزہ پہ برپا
عالم ہوا پھر حشر کے عالم سے زیادہ

پانی نہ پلا ساقی کوثر کے پسر کو
خون روئین نہ کیون دیدۂ پرنم سے زیادہ

جب ہاشمیون نے کہا دو حکم کرین قتل
ہر چند کہ اعدا ہین بہت ہم سے زیادہ

شہ بولے کہ تسلیم و رضا ہی مجھے منظور
ہے پاس خدا پاس نہین غم سے زیادہ

ہان صدر نشین روضۂ رضوان کے وہی ہین
جو سینہ زنی کرتے ہین اس غم سے زیادہ

یاد آئی جو گلگون کفنی بے کفنون کی
اشک آنکھون سے بہنے لگے شبنم سے زیادہ

مجرائی کرتے تھے کفار جفا کیا کیا کچھ
شہ کو منظور تھی پر صبر و رضا کیا کیا کچھ

مارا ملعونون کو اور خود مع فرزند مرے
حر نے دکھلائی اونھین مہر و وفا کیا کیا کچھ

خنجر و تیر و سنان تیغ یہ سب چلتے تھے
کرتی تھی قتل کے سامان قضا کیا کیا کچھ

گھر لٹا آگ لگی قید ہوئے جان گئی
تیرے ہاتھون سے فلک دنیہ ہوا کیا کیا کچھ

یکقلم کوفیون نے شہ سے کیا مکر و فریب
خط مین مضمون لکھے بہر دغا کیا کیا کچھ

یہ بہتر وہ ہزارون نہ تھی نسبت بالکل
کشت و خون تو بھی ہوا روز وغا کیا کیا کچھ

اب تک اس غم مین کیا کرتے ہین اہل جہان
ماتم و سینہ زنی آہ و بکا کیا کیا کچھ

کٹ گئے ہاتھ تو مشکیزے کو منہ سے تھاما
کیے عباس نے حق ادنکے ادا کیا کیا کچھ

حیف منہ ڈھانپنے بھی اہل حرم کو نہ دیا
منتین کرتی رہین بہر ردا کیا کیا کچھ

لب دریا نہ دیا تشنہ لبون کو پانی
کیا کہون ظلم کیے اسکے سوا کیا کیا کچھ

حمد حق نعت نبی یاد علی کر کر کے
سر کھلے مانگتی زینب تھی دعا کیا کیا کچھ

قرۃ العین نبی اور علی کو باقی
دیکھو دکھلاتا ہے آنکھوں سے خدا کیا کیا کچھ

مجرئی میری چشم تر کو دیکھ
غم حسنین کے اثر کو دیکھ

اے فلک کیا ہی کی جفا تو نے
ان کو دیکھ اور اس سفر کو دیکھ

آج تک ہے شفق فلک پہ نمود
خون حسنین کے اثر کو دیکھ

کھینچ کر تیغ شہ نے فرمایا
دیکھ میرے دل و جگر کو دیکھ

میرا چھوٹا سلام سن باقی
اس معانی مختصر کو دیکھ

سلامی ماتم شہ کا بیان ہو
عزا ہو گریہ ہو آہ و فغان ہو

زمین تھرائی جب بانو پکاری
کہ اے صغرا مرے بیٹا کہان ہو

نواسا اوسکا تڑپے دہوپ مین ہائے
سحاب اے چرخ جسکا سائبان ہو

پدر ساقی کوثر جسکا ہو ہائے
نہ اک قطرہ سے اوسکی تر زبان ہو

شہادت اوسکی ہو سبکی شفاعت
ہمارا سود ہو اوسکا زیان ہو

ق
یہی صغرا نے لکہا خط مین بابا
کہ مجھسے دور ہو بے خانمان ہو

کچھ اسکا غم نہین مجکو ہی لیکن
خدا حافظ تمھارا ہو جہان ہو

اندھیرا کیون نہوا ہی چرخ جسدم
زمین مین چاند زہرا کا نہان ہو

نہ پوچھو اونکی شہادت کا کچھ احوال
شفق جنکی شہادت پر عیان ہو

ستمگر کیا کیا ستم کس کس پہ تونے
نہ کیون تو روسیہ اے آسمان ہو

ہو پیدا آسمان دسوان گر اونچا
عزادارونکی آہون کا دہوان ہو

ق
ہوئی محو سخن عابد سے بانو
کہ تم بٹیا نشان خاندان ہو

تمھین مین قید سے کیونکر چھڑاؤن
کہ تم بیمار و زار و ناتوان ہو

نہ کیون باقی رہوگے تم جہان مین
کہ مداح امام انس و جان ہو

سلامی کربلا سے اور مین ہون
غم و کرب و بلا ہی اور مین ہون

غم شبیر سے ہو گی شجاعت
عزادار و عزا ہی اور مین ہون

کہا شہ نے نہین کوئی رفیق اب
فقط ذات خدا ہی اور مین ہون

دیا ہے اپنا سر مین نے خوشی سے
قضا ہے یا رضا ہے اور مین ہون

جو کچھ وعدہ کیا پورا کرونگا
یہ خنجر ہے گلا ہی اور مین ہون

کہا با ذ نے کفار رو نہ دو تو
یہان کیا ہے بکا ہی اور مین ہون

ق

نہ آؤ خیمہ اہل حرم مین
سکینہ بے ردا ہی اور مین ہون

بجری اہل حرم کہتے تھے اکبر تیری
شکل بھی دیکھنے پائی نہین مادر تیری

خواب مین آکے کہا شاہ سے آنحضرت نے
آج اس جا پہ شہادت ہی مقرر تیری

صبر کر بیکس سے گھبرا نہ چلا آ بیٹا
یاد کرتے ہین بہت ساقی کوثر تیری

شہ جو تنہائی سے گھبرائے تو آواز آئی
فاطمہ ماں بھی تو حاضر ہی کھلے سر تیری

کہا زینب نے کہ بیٹون کا نہین غم مجکو
ایک حسرت رہی دنیا مین برادر تیری

بو فیون کو نہین معلوم ہی شاید یہ جان
تابعداری جو کرتے تھے پیمبر تیری

تا زینب نے کہ تقصیر ہی کیا بھائی حسین
لاش کھچواتے ہین کسواسطے گھر تیری

واہ ری حُر تری الفت کی قسم کھاتا ہون
ایک ہی بات رہی تا دم آخر تیری

کہا بانو نے سکینہ سے نہ رو اے بیٹی
حق تو ستار ہے گو چھن گئی چادر تیری

کہا صغرا نے یہ بانو سے کہ سب جاتے ہین
اک مدینے مین اکیلی رہی دختر تیری

ننھی بچی پہ کوئی ایسی جفا کرتا ہے
غم اکبر ہے شہادت علی اصغر تیری

سلامی کیون نہو پھر آسمان زمین کے تلے
گڑے حسین کا جب خاندان زمین کے تلے

یہ کہکے روتی تھی بانو فراق اصغر مین
مین تجکو ڈھونڈھونگی بیٹا کہان زمین کے تلے

جگہ تھی تیری جو آغوش مین مری کل تک
سو آج تجھکو ملا ہے مکان زمین کے تلے

یہی ہے رنج کہ پھر کسطرح سے تر ہو گی
تری وہ ننھی سی سوکھی زبان زمین کے تلے

یہ جیتے جی ہوئی آل رسول پر تکلیف
کہ مرکے بول اٹھے الامان زمین کے تلے

وہان کی خاک کو ہو کیون نہ فخر گردون پر
حسین ابن علی ہون جہان زمین کے تلے

یہ سرخ ہے علامت خون اور زرد علامت زہر
نہین ہے لعل و زمرد کی کان زمین کے تلے

نظر سے دیکھکے یون کربلا کو بولے رسول
مرا حسین گڑے گا یہان زمین کے تلے

ملے جو خاک مین روز وغا رفیق اونکے
اونھین کو ملگئی راہ جنان زمین کے تلے

جہان سیاہ اگر ہو گیا تو کیا ہے عجب
ہوا ہے مہر نبوت نہان زمین کے تلے

غم حسین میں باقی ہی کیا تہ و بالا
زمین فلک سے ہی اور آسمان میں تلے

مجرئی پڑہئی سلام ایسے رولانے والے — کہ بھرون نالے ابھی عرش ہلانے والے
صلح کے ہوتے تھے پیغام تو شہ کہتے تھے — ہم نہیں جنگ سے منہ پھیر کے جانے والے
یادِ عباس میں کہتی تھی سکینہ ہر دم — اب کہان ہین مری پانی کے پلانے والے
آگ دی خیمون کو کیا کہہ شرارت انکی — جلین دوزخ مین یہ مردود جلانے والے
شانون مین درد ہوا شہ کے پُر دی دھو لیے — نہیں ملتے تھے جنازونکے اوٹھانے والے
ہو کے تیار چلے جنگ کو جسدم اکبر — دم رخصت کہا اب ہم نہیں آنے والے
فرطِ مایوسی سے سجاد یہ فرماتے تھے — ہین کہان قید سے اب مجکو چھڑانے والے
بانو کہتی تھی نہ حیدر ہین نہ نبی نہ سرا — اوٹھ گئے ہاے مرے رنج اوٹھانے والے
لکھکے خط کو فیکو بلوائین عجب حیرت ہے — یون عداوت کرین دعوت مین بلانے والے
باپ تھے شیرِ خدا ساقیِ کوثر جنکے — ق نانا تھے ہادیِ دین راہ بتانے والے
راہ مین لوٹتے ہین انکو غضب کرتے ہین — پانی دیتے نہیں کافر یہ ستانے والے
خلق کہتی تھی قیامت ہی اب آنیوالی — شاہ کے سر کو ہین نیزے پہ چڑھانے والے
بانو رو رو کے رولاتی تھی یہ فرماتی تھی — میرے اصغر ہین کہان ہنس کے ہنسانے والے

غم سبطین ہے تا حشر جہان مین باقی
اب تک اس رنج مین ہین ساری نماز والے

پڑھو دیندار و سلام ایسی ادا سے پہلے
کہ اوٹھے شور و بکا بزم عزا سے پہلے

پھر دیا راہ شجاعت مین سر اپنا بخوشی
مانگا امت کی شفاعت کو خدا سے پہلے

علی اصغر کی شہادت بہی غم اکبر ہے
کوئی دشمن نہ مرے باپ چچا سے پہلے

صبر نے دی داد شجاعت کی یہان تک گویا
مر چکا تھا وہ محبت مین قضا سے پہلے

آج آغوش لحد مین ہی قضا کے ہاتھون
دوش نانا پہ جو رہتے تھے نوا سے پہلے

کربلا کی یہ بلا دیکھکے زینب نے کہا
مین مرون کاش زمانہ مین بلا سے پہلے

کسقدر خون مین بھرے ہونگے مرے قاسم کے
ہاے وہ ہاتھ جو رنگین تھے حنا سے پہلے

قید مین عابد بیمار یہ فرماتے تھے
زہر دے کاش کوئی مجکو دوا سے پہلے

پہلے دوزخ مین بلا شبہہ وہی جائیگا
جو لڑا ہوگا لعین شاہ ہدا سے پہلے

حشر تک زندۂ جاوید وہی باقی ہین
طالب ملک بقا تھے جو فنا سے پہلے

سلامی رنگ شفق یون نہین فلک پر ہے
یہ خون آل شہنشاہ دین فلک پر ہے

غم حسین مین ہے کچھ عجب تہ و بالا
فلک زمین کے تلے ہے زمین فلک پر ہے

رسول ایک نہین بیقرار زیر زمین — مسیح گریہ کنان چار مین فلک پر ہے
نہین یہ ہالہ کہ ہے گرد حلقۂ ماتم — نہین ہے مہ کوئی ماتم نشین فلک پر ہی
نہ سمجھو رعد کی آواز اے زمین والو — یہ شور نالۂ حوران عین فلک پر ہی
نہین ہے برق درخشان غم حسین مین آج — شرار آہ دل آتشین فلک پر ہے
ہوا یہ حشر شہادت کے دن کہ بس اب تک — امان پکارتا روح الامین فلک پر ہی
ہوئے وہ اپنی رضا سے نشانۂ آفات — وگرنہ اونکی کمان کا کمین فلک پر ہے

حسین ابن علی کا جو مدح خوان ہے معین
مرے سلام کی باقی زمین فلک پر ہی

مجرئی جاگ کہ شب گذری قیامت آئی — صور نالے کا پھکا صبح شہادت آئی
خط پہ خط لکھکے بلایا تھا دغا کرنے کو — تھی عداوت کیلئے کوفے سے دعوت آئی
سو سنو یارو وفادار اسے کہتے ہین — حر کو بیٹے کی بھی اپنی نہ محبت آئی
باز آیا نہ مصاف شہ والا سے یزید — سردہ ہوکے بھی تو کچھ اوسکو نہ غیرت آئی
کون آتا تھا غریبون کی خبر لینے کو — موت بھی آئی تو واللہ بہ منت آئی
نہر پر قبضہ کیا گھیر لیا خیمون کو — کچھ نبی زادونکی اسکو نہ مروت آئی
اونکو تشہیر کیا کرکے سوار ناقہ — شان مین جنکی ہے تطہیر کی آیت آئی

حاکم سے نے کیا دیدہ و دانستہ فریب
دین کو چھوڑ دیا ہاتھہ جو دولت آئی

کون بیماری مین سجّاد کے پاس آتا تھا
ایک حسرت تو فقط بہرِ عیادت آئی

کوئی گھر مین کوئی زندان مین کوئی مقتل مین
کنبے کے کنبہ پہ شبیر کے آفت آئی

جب دوا پیتے تھے سجّاد یہ فرماتے تھے
قید خانے سے نکلنے کی نہ حکمت آئی

بولی زینب یہ مدینہ کو پہر آکر سب سے
ساری کنبے کو لُٹا کر مین سلامت آئی

بھانجے بیٹے بھتیجے گئے جب سب مارے
تب تو خود شاہ کی میدان مین نوبت آئی

دم لبون پر تھا غش آتا تھا نہ باقی تھے حواس
بانو جب بیٹے کے آگے دمِ رخصت آئی

کلام متفرق

اس قسم کا بہت سا عمدہ کلام ضایع ہو گیا

غزل کہ بطور ریویو نظم اخبار بوقت تشریف فرمائی منشی دوارکا پرشاد افق در بلدہ فیض بنیاد حیدرآباد تصنیف شدہ بود

کب نظم اخبار کے ورق ہین
ہوتی سے بھرے ہوئے طبق ہین

کم گو سے وگزیدہ گو تو ہون گے
پر گو سنجیدہ گو افق ہین

واللہ کہ آج شاعرون مین
ناسخ ہین وزیر ہین قلق ہین

آج اونکی سخن کی خوبیون پر
سب اہلِ زمانہ متفق ہین

ہین گرم کلام صورت برق
گویا آتش کے ہم سبق ہین

انکی تحریر سے سخن گو
ہمصورت خار سینہ شق ہین

الفاظ سلیس ہین تو کیا ہے
مضمون باریک ہین ادق ہین

ہر پرچہ مین ہین نصیحت و پند
ہر بات مین رہنماے حق ہین

کیا صبح کی وہ بہار دیکھین
چہرے کے ردشن دلون کے فق ہین

کیا لطف بہار شام سمجھین
خونین دل صورت شفق ہین

برسات کی نظم دیکھکر بحر
پانی پانی عرق عرق ہین

گرما کے کلام برق پڑھکر
سب جلتے ہین حسد سے محترق ہین

جتنی ہوئی قدر اونکی باقی
وہ اس سے زیادہ مستحق ہین

قطعات تاریخ

تاریخ از مصنف

جمع ہوکر جو بہم طبع ہوئین
بندۂ زار و حزین کی غزلین

طبع کا سال قلم نے لکھا
باقی عجز گزین کی غزلین

۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع از جناب سری پرشاد بہادر برادرزادہ جناب مصنف ممدوح

چھپا دیوان اردو جو عموی قبلہ و کعبہ
تعشق جسکو دیوان وزیر لکھنوی پڑھیے

جو تھی خواہش قلم کر سال تمنائے اشاعت کی
سری پرشاد نے لکھا کہ۔ دیوان خوب مشتہر ہے

۱۳۰۷ھ

تاریخ طبعزاد جناب رای کشن لال صاحب نبیرہ داماد جناب مصنف ممدوح

چھپا جو یہ منطبع دیوان پسند و مطبوع سخندان
سر الم کاٹ کر قلم سے لکھو کشن لال سال ہجری

کلام کے سب ہوئے ثنا خوان ۔ ہر ایک نے کی ثنا ہی باقی
فصیح و عمدہ سلیس و دلجو نفیس و دلکش نقاہی باقی
۱۳ھ

تاریخ طبعزاد صاحب تصانیف کثیرہ جناب منشی رام سہاے صاحب تمنا کایتھ سکسینہ کلرک دفتر صاحب انسپکٹر بہادر مدارس اضلاع اودھ و روہیلکھنڈ و کمایون و سب اڈیٹر اخبار سررشتہ تعلیم اودھ ساکن لکھنو محلہ نوبستہ

باقی نکتہ دان کا یہ دیوان ہوا جو طبع
تاریخ مین نے بے سر اندیشہ کی رقم

ہر شعر سے خجل ہوا ۔ مصرع ہلال کا
اردو کلام باقی آتش مقال کا
۱۳ھ

ایضاً

منطبع جب ہوا دیوان لقاے باقی
مصرع سال کیا کلک تمنا نے رقم

ہفت اقلیم مین روشن ہوا نام اردو
باقی سحر کرامت کا کلام اردو
۱۳۰۷ھ

ایضاً

طبع کس خوبی سے یہ دیوان اردو ہو گیا
اے تمنا ہے جو تجھکو فکر تاریخ شیوع

مشتہر ہے نام ہر سو باقی فیاض کا
کر رقم ۔ دیوان اردو باقی فیاض کا
۱۳ھ

تاریخ طبعزاد جناب منشی بابا پرشاد صاحب نیسان ۔ برادر تمنا و افق

چھپا جو یہ منطبع دیوان پسند و ہر نفیس دان
کہا یہ ہاتف نے شاد ہو کر لکھو تاریخ طبع نیسان

ہوئے کل آفاق کے سخندان وظیفہ خوان ثنا ہی باقی
نفیس و دلکش مفید و بہتر کلام نظم نقاہی باقی
۱۳۰۷ھ — ۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع زاد منشی دیبی پرشاد متخلص بہ محقق خلف منشی جلسکھ رای خیرآبادی فرمانویس سلطانی متخلص بہ مقبول ساکن محلہ نوبستہ واقع شہر لکھنؤ و مختار سرکار فیض آثار نواب حیدر الدولہ عضد الملک میرزا مہدی حسین خان بہادر اسد جنگ در صنعت زبر و بینات

چو دیوان اردوے باقی یکتا	شد از طلیہ طبع اکنون محلے
محقق رقم کرد از بہر سالش	کہ ۔ دیوان باقی عجائب دل افزا
	۱۳۰۰ ھ

الحمد للہ و المنت کہ دیوان بے نظیر ہمہ ردیف کلام و زیر از تصنیفات خازن خزانہ استعداد و صفا حسب طبع وقاد جناب مہاراجہ گردہاری پرشاد صاحب بنسی راجہ بہادر متخلص بہ باقی کالیستھ سکسینہ دوست امیر الوالعزم حیدر آباد دکن دام اقبالہ و اجلالہ ولد راجہ نرسہری پرشاد بہادر بن راے سولی پرشاد بہادر بن راے راجا رام بہادر مطبع نظم اخبار موسوم بہ لکھنؤ پریس (جو بیادگار جناب مہاراجہ صاحب ممدوح قایم ہے) مین باہتمام منشی دوارکا پرشاد افق طبع ہوا ۱۳۰۰ھ

فہرست تصنیفات جناب مہاراجہ بہادر ممدوح

بھاگوت شریف فارسی ۔ بھاگوت سار بھاشا ۔ تیرتھ مال بھاشا ۔ توشۂ آخرت ۔ گیتو نامہ ۔ کلیات یادگار باقی فارسی ۔ دیوان بقاے باقی اردو ۔ بعث فضل التصیح ۔ قصاید باقی ۔ مثنوی صنایع و بدایع بہار عالم ۔ پرنس نامہ ۔ تنبیہات باقی ۔ مکتوبات منظوم ۔ ضرب الامثال ۔ کنوز التواریخ تحقیقات سیاق باقی ۔ پیرایۂ عروض ۔ منشآت باقی ۔ آئینۂ سخن ۔ زمزمۂ باقی ۔ مناجات باران رحمت ۔ کلام متفرقات ۔ تذکرۂ خاندان ۔ باقی نامہ ۔

شبیہ مبارک جناب معلی القاب مہاراجہ گردھاری پرشاد صاحب بنسی راجہ بہادر
کایستھ سکسینہ دوسرے امیر اولوالعزم حیدرآباد دکن - دام اقبالہ و اجلالہ